اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ

اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمادے

فضائل

المدینۃ المنورۃ

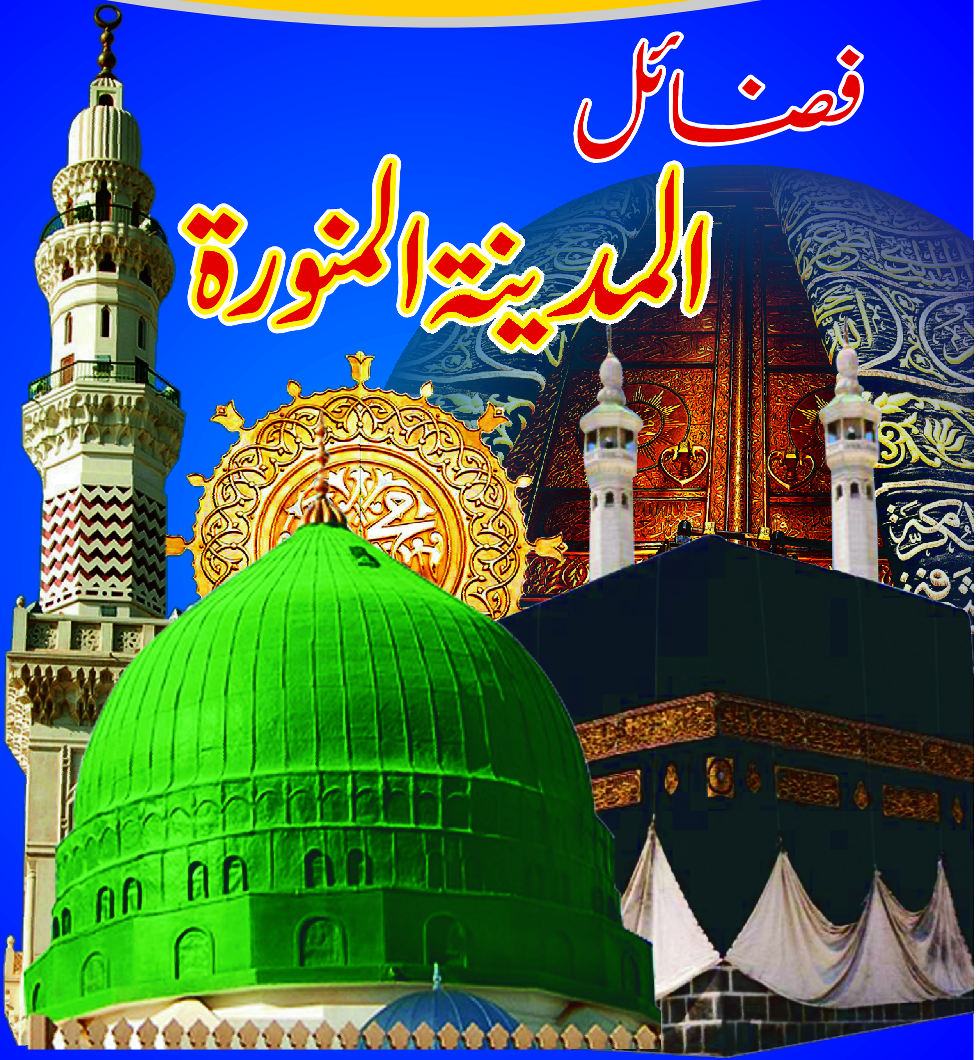

تحقیق وتالیف

قاری محمد کرم داد اعوان

پرنسپل دارالفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جامع مسجد بلال گلشنِ حیات پارک

نزد شاہدرہ موڑ لاہور۔ 0333-4856902

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ

اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمادے

فضائل المدینۃ المنورۃ

تحقیق وتالیف

قاری محمد کرم داد اعوان

تحفہ برائے حجاجِ کرام

ایصال ثواب

والدہ مرحومہ امتیاز احمد

و

صحت وتندرستی محترم والد اصغر علی صاحب

جملہ حقوق عام ہیں

یہ کتاب من وعن چھپوا کر فی سبیل اللہ حجاج بیت اللہ الحرام میں تقسیم کریں

نام کتاب: فضائل المدینۃ المنورہ

تحقیق وتالیف: الحاج قاری محمد کرم داد اعوان

کمپوزنگ: حافظ محمد عمر اعوان

فائنل سیٹنگ: مقصود گرافکس، اُردو بازار لاہور۔
0321-4252698

تعداد اشاعت: 3000/-

سالِ اشاعت: 2018

آپ جب مدینۃ المنورہ تشریف لے جائیں، تو میرا نام لے کر سلام عرض کیجئے اور میری والدہ مرحومہ کی مغفرت کے لیے دُعا کیجئے، نیز میرے والد محترم جناب اصغر علی صاحب کی صحت وتندرستی کی دُعا فرمائیے۔

آپ کی دُعاؤں کا طبگار اور اللہ کی رحمت کا اُمیدوار: امتیاز احمد عفی عنہ

کتاب مفت حاصل کرنے کے لیے رابطہ

الحاج قاری محمد کرم داد اعوان

ناظم دار الفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مسجد بلال گلشن حیات پارک نزد شاہدرہ موڑ لاہور

موبائل نمبر 0333-4856902

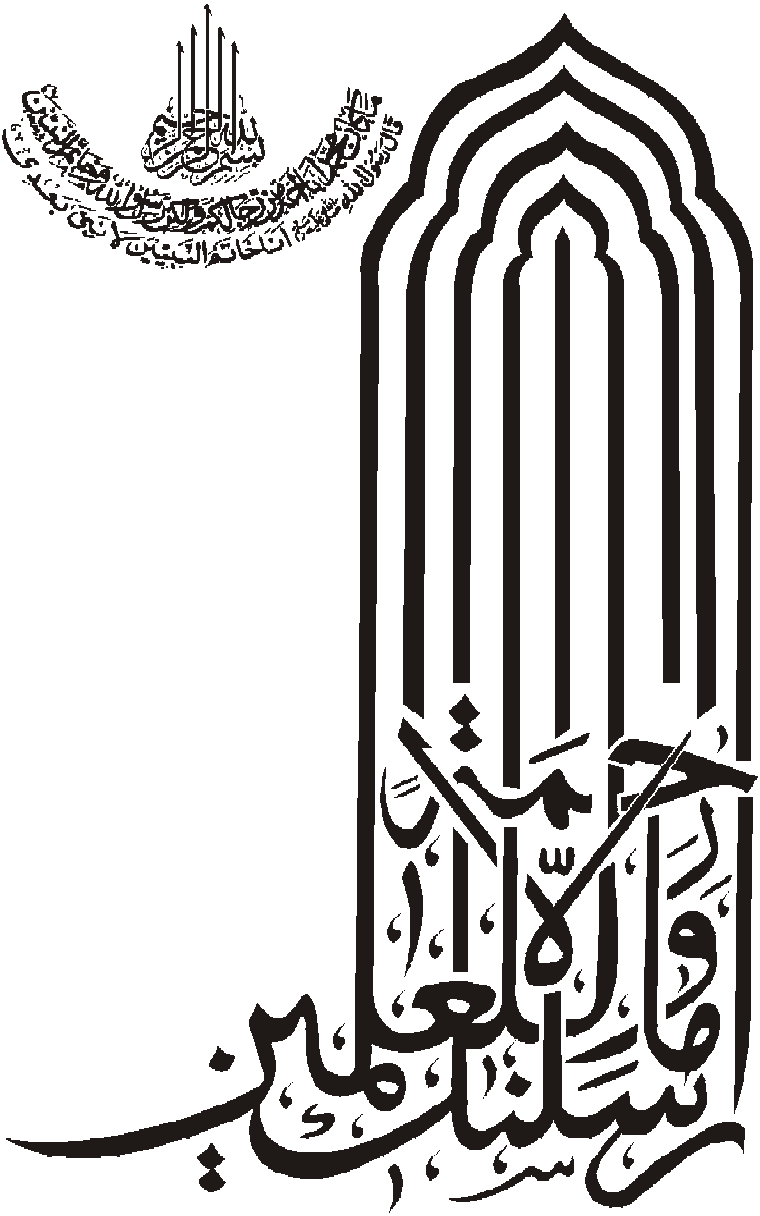
بسم الله الرحمن الرحيم
ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين
قال رسول الله ﷺ أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي
وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين

میرے محبوب حضور سرورِ کائنات تاجدارِ ختم المرسلین شفیع المذنبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ اللہ رب العلمین اپنے ان بندوں کوشاداب رکھے جومحبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو سنے اور یادرکھے اور پھر دوسرے مسلمانوں تک پہنچائے۔

کتنے خوش قسمت ہیں اللہ کے وہ بندے جومحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو اپنے سینے میں محفوظ رکھتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں تک پہنچانے کی سعی کرتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو چھپوا کرتقسیم کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین!

فہرست

1	ابتدائیہ	7
2	سلامِ وعقیدت	10
3	مدینہ طیبہ	11
4	بارگاہِ رسالت میں حاضری	14
5	سوئے خیرالانام	15
6	روضہ اقدس میں نقب زنی	18
7	خسف کا ایک عبرت ناک واقعہ	23
8	آدابِ زیارتِ مدینہ	25
9	فضائلِ مدینۃ المنورہ	39
10	روضۃ الرسول کی زیارت	45
11	مدینہ ایمان کی کسوٹی	48
12	زیارتِ مدینہ باسکینہ	57
13	سعادت مندی	66
14	عاشقِ صادق	67
15	خاتم مسجد الانبیاء	68

16	ایک مغالطہ	70
17	سات ستون	83
18	اصحابِ صفہ کا چبوترہ	86
19	گنبدِ خضریٰ	88
20	جنت البقیع	92
21	ورودِ قبا	94
22	مسجدِ قبا	95
23	مسجدِ اجابہ	99
24	مسجدِ قبلتین	100
25	مسجدِ جمعہ، مسجدِ غمامہ	102
26	مسجدِ ابوبکر، مسجدِ عمر، مسجدِ علی مسجدِ فاطمۃ الزہراء	103
27	فضائلِ جبلِ احد	103
28	مدینہ شریف سے الوداعیہ دعا	108
29	مدینہ طیبہ سے واپسی	109
30	آخری سلام	110

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ (القرآن)

مدینۃ المنورہ، حسن ونور، رحمت وبرکت، پیار ومحبت کی سرزمین ہے جس پر رحمت کا سائبان سایہ فگن رہتا ہے۔ اور آسمان سے فرشتے درودوں کے گجرے اور سلاموں کے پھول لے کر صبح و شام حاضری کے لئے مسلسل آتے رہتے ہیں۔

خوش قسمت اور نیک بخت مسلمانوں کو بھی اس سعادت کی ارزانی ہوتی رہتی ہے اور یہ بھی عقیدت اور نیازمندی کے گلدستے لے کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ گویا یہ سرزمینِ مقدس خاکی اور نوری دونوں قسم کی مخلوق کی محبت کی آماجگاہ اور عقیدت کا مرکز ہے۔ زمین کا یہ مقدس حصہ اپنی فضیلت اور بزرگی کے اعتبار سے باقی سب زمین پر اِمتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

صحابہ کرام کے دل عشقِ مصطفیٰ سے سرشار اور حبِ نبوی ﷺ میں ہمہ وقت بے قرار رہتے تھے انہیں جب لقائے رُخِ زیبا کا اشتیاق بے چین کرتا وہ بے تاب واُداس نگاہوں کو تروتازگی سے معمور کرنے کی خاطر پروانہ وار اپنے محبوب آقا ﷺ کی زیارت سے شرف بار ہوتے۔ طلعتِ زیبا کی اَدنیٰ سی جھلک قرار وسکون اورحیاتِ نَو کی نوید ثابت ہوتی۔ بادہء عشق کے سرمستوں کے لئے زیارتِ محبوب ﷺ لازوال دولت تھی رُخِ اَنور اُن کے ایمان میں تروتازگی اور زندگی میں سرور کی ایک نئی لہر پیدا کردیتی تھی۔

اگرچہ محبوب اِنس وجاں ﷺ کے دنیا سے پردہ پوش ہوجانے پر چہرہ پُرضیا کے دیدار کی سعادت سے محرومی توضرور ہوئی لیکن محبوب ﷺ سراپا رحمت کی شانِ بندہ نوازی اورخوئے بندہ پروری کا یہ عظیم کرشمہ ہے کہ آپ ﷺ آنے والی اُمت کوزیارت کی ایمان افروزنعمت سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ مشتاقانِ دیدار کوشرفِ زیارت کی عظیم بشارتوں سے نوازتے ہوئے عالمِ آب وِگل سے دارالبقاء کوتشریف لے گئے اوراَب قیامت تک مشتاقانِ مصطفیٰ ﷺ پر پروانہ وار روضہء اَقدس پرحاضری کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہیں گے۔

سرورِکائنات فخرِ موجودات تاجدارِعرب وعجم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت بالاجماعِ اعظم قربات اورافضل طعات سے ہے۔ ترقی درجات کے لئے سب وسائل سے بڑا وسیلہ ہے علمائے اسلام نے اَہلِ وسعت کے لئے واجب لکھا ہے۔

خود رسالت مآب فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیارت کی ترغیب دی ہے اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروت اور ظالم فرمایا ہے اور خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس عظیم دولت سے نوزا جائے۔ اور بد بخت ہے وہ شخص کہ باوجود قدرت اور وسعت کے اس نعمتِ عظمہ سے محروم رہ جائے۔حدیث پاک میں ہے:

مَنْ زَارَانِیْ کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ○ (مشکوٰۃ)

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص میری زیارت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَانِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (رواہ البیہقی۔مشکوٰۃ)

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت میرے وصال کے بعد کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ زَارَقَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے۔ان اَحادیث میں آپ نے حد درجہ زیارت کی ترغیب فرمائی ہے۔

قاری محمد کرم داد اعوان عفی عنہٗ
یکم رمضان المبارک 1438 ہجری

سلامِ عقیدت

زہے مقدر حضورِ حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں اَدب کا اعلیٰ مقام آیا

دعا جو نکلی تھی دل سے اک دن پلٹ کے مقبول ہو کے آئی
وہ جذبہ جس میں تڑپ تھی سچی وہ جذبہ آخر کو کام آیا

یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے اُلفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی اِحترام آیا

فضا میں لبیک کی صدائیں ز فرش تا عرش گونجتی ہیں
ہر ایک قربان ہو رہا ہے زبان پہ یہ کس کا نام آیا

خدا ترا حافظ و نگہبان او راہِ بطحا کے اچھے راہی
نوید صد انبساط بن کر پیام دارالسلام آیا

یہ راہِ حق ہے سنبھل کے چلنا یہاں ہے منزل قدم قدم پر
پہنچنا در پر تو کہنا آقا، سلام لیجئے غلام آیا

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

زہے مقدر حضورِ حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں اَدب کا اَعلیٰ مقام آیا

(شاعر حرم یوسف قدیری مرحوم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

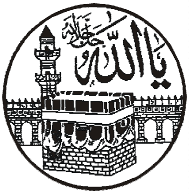

مدینہ طیبہ

اِدب گاہیت زیرِآسماں از عرش نازک تر
نَفَس گُم کردہ می آید، جنیدؒ وبا یزیدؒ ایں جا

لے سانس بھی آہستہ! یہ دربارِنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
خطرہ ہے بہت سخت یہاں بے ادبی کا

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیۡبِكَ خَیۡرِالۡخَلۡقِ کُلِّهِمِ

مدینہ طیبہ کی حاضری مسلمانوں کے لئے عظیم نعمت ہے

مدینہ باسکینہ جسے ہادی سُبل، ختم رُسل، مولائے کُل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دارالہجرت مسکن اور استراحت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو کہ منبعِ فیوض و برکات۔ مرکزِ کمالات، سرچشمہ انوار و تجلیات اور فقید المثال فتوحات کی مبداء بھی ہے۔

اس خاکِ پاک کے تابناک ذرّات کو اس اعزاز پر بجا طور پر ناز ہے کہ فخرِ کون ومکاں سلطان زمین وزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ باوجود انہی سے معرضِ وجود میں آیا اور اسی خاک کو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوہرِ عنصر شریف کا صدف بننے کا شرف نصیب ہوا۔

اس شہرِ خوباں کے تذکرہ سے ایمان میں تازگی، روح کی فرحت وسرمستی اور قلب کو سرُ ور وشادمانی نصیب ہوتی ہے۔آیئے دیارِ یار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی منقبت وفضیلت کے ایمان افروز ذکر سے کیف وسرُ ور حاصل کریں۔محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلبِ اَطہر اس دیس کی محبت سے لبریز تھا۔جس کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعمال واقوال سے ہوتا رہتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کریمہ کے درودیوار نظر نواز ہوتے ہی بے تابانہ طور پر سواری کو خوب تیز کرتے، تاکہ فراق کی جاں گداز گھڑیاں ختم ہوکر وصل کی روح پرور ساعت جلد نصیب ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلبِ اَطہر میں اس ارض مقدس کی گردوغبار اور ریگ زاروں کے ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ پُرضیا پر لگ جاتے تو انہیں صاف نہیں فرماتے تھے۔

اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین میں سے کوئی فرد چہرہ یا سر گردوغبار سے چھپاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کرنے سے منع فرماتے اور یہ ایمان افروز خوشخبری سناتے کہ اُس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مدینہ منورہ زادھا اللہ تنویرًا کی خاک میں ہر بیماری کی شفاہے۔حتی کہ کوڑھ اور برص جیسے موذی اور لاعلاج امراض کے لئے بھی باعثِ شفاہے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً۔ ہم انہیں دنیا میں عمدہ ٹھکانہ ضرور عطا کریں گے۔

اس فرمانِ باری تعالیٰ میں جس عمدہ ٹھکانے کا وعدہ ہے اس سے مراد مدینہ باسکینہ ہے۔ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد پاک ہے۔ اے اللہ بے شک تو نے مجھے میرے محبوب شہر مکہ سے ہجرت کا حکم دیا سو مجھے اپنے پسندیدہ شہر میں سکونت نصیب فرمادے۔

دربارِ صمدیت میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دستِ بدعا ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحَبِّبْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ۔ اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرما۔ جس طرح ہمیں مکہ محبوب تھا۔ یا اس سے بھی مدینہ کی محبت زیادہ عطا فرما۔

حضور انور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةَ۔ مجھے اس شہر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا جو شہروں کو کھا جانے والا ہے، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مدینہ ہے۔

امام نووی المتوفی 676ھ 1277 فرماتے ہیں۔ مدینہ شریف کی تعریف میں، تَاْكُلُ الْقُرٰى کہنے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔ اول یہ شہر اسلامی لشکر کا مرکز ہے اور اسی مرکز سے تمام ممالک فتح کئے جائیں گے، نیز اموالِ غنیمت

اسی میں جمع ہوں گے یا اس شہر کے باشندے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔

ایک روایت میں ہے اَلْمَدِیْنَۃُ مُعَلَّقَۃٌ بِالْجَنَّۃِ۔ مدینہ منورہ جنت میں آویزں ہے یعنی جنت میں داخل ہے۔

بارگاہ رسالت میں حاضری

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ ایسی بھٹی کی مانند ہے جو خبیث کو نکال دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے رہنے والوں کو بشارت دی ہے کہ یہاں رہتے ہوئے موسمی سختیاں آئیں اور ان پر صبر کیا تو ان لوگوں کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

تمام کاموں کا مدار تعلیمات اسلامی کے مطابق نیتوں پر موقوف ہے بارگاہ رسالت میں حاضری کا جو مقصود مطلوب ہے وہ اسی وقت بتمام وکمال حاصل ہوگا جب اس کا قصد کیا جائے گا۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ یہ سفر شروع کرنے سے پہلے اپنی نیت کا جائزہ لے۔ اپنی نیت کو خالص کرتے ہوئے مقصود اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو بنانا چاہیے اور مسجد نبوی شریف اور جہاں جہاں آپ نے رکوع وسجود کیے اس سارے مکان کی زینت اسی مکین سے ہے۔۔ کعبۃ اللہ ایک پتھر کی عمارت ہے اگر اس پر تجلیات ربانی کا نزول نہ ہو۔ بلاتمثیل یہاں مدینہ منورہ کی بھی ساری تصویریں اسی مکین حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور گنبدِ خضریٰ کے سراج منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وجود

باسعود سے ہیں چنانچہ فقہا کا دوٹوک فیصلہ یہ ہے۔

وَزِيَارَةُ قَبْرِ الشَّرِيْفِ مَنْدُوبَةٌ بَلْ قِيْلَ النَّهَار وَاجِبَةٌ وَلْيَنْوِ مَعَ زِيَارَةِ مَسْجِدِهِ الشَّرِيْفِ۔ (درمختار)

یعنی روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت مستحب ہے بعض علماء کے نزدیک واجب کا درجہ رکھتی ہے روضہ مبارک کی نیت کی جائے تو ساتھ ساتھ آپ کی مسجد شریف کی بھی نیت کرلی جائے۔

سُوئے خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تحیۃ المسجد کے دوگانے کے بعد روضہ مبارک کی طرف صلوۃ وسلام پڑھتا ہوا چلے لیکن خیال رکھے کہ ماں، باپ، استاد، بزرگ، مُرشد، حاکم اور بادشاہ وغیرہ کے جو دُنیاوی مرتبے اورادب کے رشتے ہیں ان کا ہم کیسا لحاظ رکھتے ہیں۔ مثلاً بادشاہوں کا طمطراق جاہ وجلال، ہیبت واہتمام اور پروٹوکول کے غیر معمولی قواعد وضوابط کو دیکھ کر ہر آدمی مبہوت ہو جاتا ہے اور کمال احتیاط سے اپنی ایک ایک حس وحرکت پر کڑی نظر رکھتا ہے۔ اسی طرح تھوڑی سی دیر کیلئے یہ خیال کرلینا چاہیے کہ اس وقت جس بارگاہ جلیل میں حاضری نصیب ہو رہی ہے اُن کے مراتب عالیہ کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے۔

نسیمِ جانبِ بطحا گزر کن	ز احوالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را خبر کن
وہ دانائے سبل، ختم رُسل، مولائے کل جس نے	غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہِ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر	وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

اوربقول شیخ سعدیؒ

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَاسَیِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَايُمْكِنُ الثَّنَآءُ كَمَاكَانَ حَقَّهٗ
بَعْد اَزْ خُدَا بَزُرْگ تُوْئی قِصَّه مُخْتَصَرْ

روزِ اَلَسْت جس کی وفاداری کا عہد ارواحِ انبیاء سے لیا گیا ہو جس کی آمد آمد کی خبریں ہر نبی نے اپنے عہد کے انسانوں کو تواتر سے دی ہوں۔ جن کی قدسیت کے چرچے تمام آسمانی کتابوں میں کیے گئے ہوں جن کو افضل المخلوقات میں افضل ترین ہستی ٹھہرایا گیا ہو۔

بروزِ محشر جب کہ اُس دن کی ہولنا کیوں سے سارے انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے۔ خبر میں ہے کہ اس روز وہی لولاک کا ستارہ اُٹھے گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے گا جو اس کائنات میں اس سے پہلے کسی نے بیان نہ کی ہوگی۔ لوآءِ حمد اس دن اُسی کے ہاتھ میں ہوگا۔ مقام محمود جو اللہ تعالیٰ نے اُنہی کیلئے مقرر کر رکھا ہے جو اس کی کائنات میں عظیم ترین منصب ہے۔ اور اس دن سارے زمانوں کے لوگ موجود ہوں گے۔

اسی ستودہ صفات کو عطا فرمایا جائے گا اور پھر اُسی محبوب کی شفاعت کو قبول فرمایا جائے گا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ذی مرتبہ نہ اس دُنیا میں ہوسکتا ہے اور نہ ہی عالم آخرت میں لہٰذا جب حاضری کی عظیم سعادت ایسی عالی منزلت ہستی کے دربار ذی وقار میں ہورہی ہوتو بلا تمثیل اہتمام بھی اسی شان کا ہونا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے آداب کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ذات باری تعالیٰ نے خود ہی رہنمائی فرما دی۔ فرمایا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والو اس بات کا لحاظ رکھنا کہ تمہاری آواز بھی میرے نبی کی آواز سے نہ بڑھنے پائے۔ دانستہ ہی نہیں نادانستہ بھی تم سے ایسا ہولناک جرم سرزد ہوگیا تو سنو نہ فردِ جرم عائد ہوگی اور نہ ہی مقدمہ چلے گا نہ وکالت ہوگی اور نہ ہی سفارش نہ صفائی کا موقع ملے گا اور نہ ہی یک طرفہ فیصلہ کے خلاف اپیل سنی جائے گی۔ بس ادھر یہ جرم سرزد ہوا۔ اُدھر سزا کا فیصلہ سنا دیا جائے گا اور وہ فیصلہ یہ ہوگا۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ **(الحجرات)**

یعنی اس گستاخی اور بے ادبی کو تم کوئی معمولی سی غلطی نہ سمجھ بیٹھنا ہمارے نزدیک تمہارا یہ جرم اتنا بڑا ہے کہ اس کے آگے تمہاری بڑی سے بڑی نیکی بلکہ تمہاری زندگی کے سارے کے سارے نیک اعمال پر پانی پھیر دیا جائے گا اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔

ادب گاہ ہسیت زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدو با یزیدؒ ایں جا

غور کریں کہ کس قدر نازک مقام ہے یہاں محبوب کائنات کے روبرو حاضر ہوتے ہوئے کس قدر احتیاط اور ادب کی ضرورت ہے۔

یہاں پہنچ کر ادب کی انتہا کر دینی چاہیے۔ اتباع۔ غلامانہ۔ سرشاری اور مُحبانہ فداکاری آخری حد کو چھو رہی ہو۔ کِبار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں یوں بیٹھے نظر آتے تھے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ جنہیں بے حس سمجھ کر چڑیاں ان کے سروں پر بیٹھ جاتی تھیں یہ وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رسالت کے شاہد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نازک مقام سے آگاہ تھے۔

روضۂ اقدس میں نقب زنی کی جسارت

سلطان نور الدین محمود شہید بن عماد الدین زنگی المتوفی 569 ہجری 1173ء۔ نہایت متقی پرہیزگار، ذاکر، شب بیدار عادل بادشاہ تھا۔ 557 ہجری 1162 کو ایک رات نمازِ تہجد سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیل گوں آنکھوں والے 2 آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ان دونوں سے میری حفاظت کرو۔ سلطان کی گھبراہٹ سے آنکھ کھل گئی فوراً اُٹھ کر وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر لیٹا ہی تھا کہ معاً آنکھ لگ گئی۔ دوبارہ وہی خواب دیکھا جس سے پریشان ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور وضو کر کے نفل پڑھنے لگا۔ مگر نیند غالب آ گئی اور سو گیا۔ اس نے تیسری مرتبہ بھی وہی

خواب دیکھا۔ بادشاہ یہ کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا کہ اب نیند کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ اپنے نیک سیرت وزیر جمال الدین کو بلا کر خواب سے آگاہ کیا۔ وزیرِ با تدبیر نے مشورہ دیا کہ آپ کو بلا تاخیر مدینہ منورہ روانہ ہو جانا چاہیے اور اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے۔ بادشاہ فی الفور تیار ہو گیا۔ وزیر موصوف اور 20 خاص خدام کو ساتھ لیا۔ تیز رو اونٹوں پر بہت سا سامان اور مال و متاع لاد کر اُسی رات کو مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ شب و روز سفر کرنے کے بعد (16) سولھویں دن شام کے وقت مصر سے مدینہ طیبہ پہنچا۔

بادشاہ موصوف مدینہ باسکینہ میں داخل ہونے کے بعد نہایت عجز و نیاز اور ادب و احترام کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہو کر ریاض الجنۃ میں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کئے۔ پھر متفکر و متردد ہو کر سوچنے لگا کہ کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ بالآخر طے پایا کہ شہر کے تمام لوگوں کی دعوت کی جائے اور ان میں انعام تقسیم کئے جائیں اس طرح مطلوبہ شخص کی پہچان کر کے گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ وزیر موصوف نے اعلان کرایا کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے ہیں۔ وہ اہل مدینہ کو انعام واکرام سے نوازیں گے۔ لہٰذا ہر آدمی آئے اور سلطان کی سخاوت سے فیض یاب ہو۔ لوگوں نے آنا شروع کیا اور شاہی تحائف سے بہرہ ور ہونے لگے۔ بادشاہ عطا کے وقت گہری نگاہ سے ہر آدمی کو دیکھتا اور خواب میں دیکھی ہوئی شکلوں کو تلاش کرتا۔ شہر کے ہر صغیر و کبیر، امیر و فقیر نے شاہی تحائف حاصل کئے مگر جن کی جستجو تھی وہ شکلیں نظر نہ آئیں۔

بادشاہ نے پھر اعلان کرایا کہ کوئی اور آدمی رہ گیا ہوتو اسے بھی بلایا جائے لوگوں نے کہا کہ سب آدمی آ چکے ہیں کوئی باقی نہیں رہا۔ بہت غور وخوض کے اور سوچ بچار کے بعد معلوم ہوا کہ 2 مغربی آدمی جو بڑے متقی، پرہیزگار، تارک الدنیا اور گوشہ نشین ہیں وہ نہیں آئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُنہیں بھی بلایا جائے۔ تو لوگ کہنے لگے بادشاہ سلامت! وہ تو خود بڑے مستغنی ہیں، اُنہیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ خود بے دریغ صدقات وخیرات کر کے ہر آدمی کو نوازتے رہتے ہیں۔ اور دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اسی وجہ سے وہ نہیں آئے۔ لیکن شاہی فرمان کے باعث انہیں بادشاہ کے روبرو پیش ہونا ہی پڑا۔ بادشاہ نے انہیں ایک نظر دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی دونوں آدمی خواب میں دکھائے گئے تھے۔ بادشاہ نے اُن سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے بتایا، ہم مغربی لوگ ہیں حج کو آئے تھے، حج کی فراغت کے بعد مدینہ طیبہ زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر ہوئے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پڑوس میں رہنے کی تمنا اور شوق نے ہمیں یہیں کا کر دیا، بادشاہ نے ان کی قیام گاہ کے بارے میں دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ وہ روضہ اَنور کے قریب ہی ایک رباط میں مقیم ہیں۔ انہیں یہیں ٹھہرنے کا حکم دے کر بادشاہ ان کی قیام گاہ پر گیا۔ تلاش وبسیار اور تجسس کے باوجود مال ومتاع اور چند کتابوں کے سوا کوئی مشتبہ چیز نظر نہ آئی جس سے خواب کی تعبیر پایہ تکمیل کو پہنچتی۔ بادشاہ کی پریشانی اور فکر بڑھتی جارہی تھی اور ادھر اہالیانِ

مدینہ مشتبہ افراد کی سفارش کے لئے جمع ہو رہے تھے کہ یہ بے گناہ ہیں انہیں عبادت وریاضت سے فرصت ہی کہاں۔ دن بھر روزے رکھنا، ہر نماز ریاض الجنۃ میں ادا کرنا، روزانہ جنت البقیع کی زیارت کرنا اور ہر شنبہ کو مسجد قباء میں پابندی سے جانا۔ ان کے معمولات میں شامل ہے، ان کی فیاضی کی کوئی انتہاء نہیں۔ سال رواں میں قحط کے باعث اہل مدینہ کے ساتھ بیحد ہمدردی اور غم گساری کا برتاؤ کیا۔ بڑی فراخ دلی سے روپیہ، پیسہ خرچ کیا۔ ایسی باتوں نے بادشاہ کے تفکرات میں اضافہ اور ہیجان بھی پیدا کر دیا بادشاہ پریشانی کے عالم میں کہتا ہے کہ۔ بارالہٰ! سمجھ میں نہیں آرہا کیا معاملہ ہے۔ دفعتًہ بادشاہ کو خیال آیا کہ اِن کے مصلیٰ والی جگہ دیکھی جائے۔ ایک بورئے پر بچھا ہوا مصلیٰ اُلٹا تو ایک پتھر نظر آیا۔ جب اسے ہٹایا گیا تو سُرنگ نمودار ہوئی جو بہت گہری اور بہت دور قبرِ اَطہر تک پہنچی ہوئی تھی۔

سمجھے تھے جسے راہبر، وہی راہ زن نکلا۔ بادشاہ نے اُنہیں ڈرا دھمکا کر اس مذموم حرکت کا سبب دریافت کیا، چارونا چار انہیں اس حقیقت کا اِنکشاف کرنا ہی پڑا، جس کے پس پردہ عیسائیت ایک منحوس خواب دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں عیسائی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے بے پناہ مال ودولت اور زرِ کثیر دے کر اس لئے بھیجا کہ کسی طرح حجرہ مقدسہ میں داخل ہو کر سیدِ کائنات، رحمتِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسدِ عنبریں کے ساتھ گستاخانہ حرکت کریں اور نکال کر لے جائیں۔

ہم رات بھر کھدائی کرتے اور مشکوں میں مٹی بھر کر رات ہی میں جنت البقیع کے مضافات میں ڈال دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جس رات یہ نقب زن قبرِ اَطہر کے قریب پہنچنے ہی والے تھے۔ اس رات سخت بارش ہوئی اور گرج وچمک سے زبردست زلزلہ آیا اور تیز وتند جھکڑ چل رہے تھے۔ حضرت سلطان نورالدین ان کی ایمان سوز باتیں سن کر آتشِ غضب سے بھڑک اُٹھا اور انہیں عبرت ناک سزا کا حکم دیا۔ لیکن بادشاہ کی طبیعت میں غیض وغضب کی شدت کے باوجود ایک عجیب رقت انگیز کیفیت طاری تھی کہ۔ اللہ جلّ شانہٗ اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس خدمتِ جلیلہ پر مجھے مامور فرمایا بالآخر انہیں قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا۔ ان میں شامل لوگوں نے ان کی منحوس لاشوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد سلطان موصوف نے حجرہ منیفہ کے چاروں طرف شکست وریخت سے محفوظ ایسی مضبوط دیوار بنوائی جس کی بنیادیں پانی تک گہری کھود کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار سطح زمین تک بنا دی۔ اس پر مسجد نبوی کی چھت تک دیوار بنوائی جس میں دروازہ نہیں رکھا۔ تاکہ قبور زمانے کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہیں۔ امام زین الدین مراغی نے بھی قدرے اختصار سے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ (معالم دار الھجرۃ، وفاء الوفا)

خسف کا ایک عبرت ناک واقعہ

شیخ شمس الدین صواب رئیس خدام حرمِ نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک مخلص دوست جن کے امیرِ مدینہ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے، میں انہیں کی وساطت سے امیرِ مدینہ کا کام کرایا کرتا تھا۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ حلب کے رافضیوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے۔ جنہوں نے نہایت قیمتی سامان اور تحائفِ نادرہ امیر کو رشوت دے کرابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارک نکال کر لے جانے پر رضامند کرلیا ہے۔ امیر موصوف مذہبی بے حسی اور حب دنیا کا شکار ہوکر ان کے دام میں پھنس گیا ہے اور انہیں ایسا کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ شیخ موصوف کہتے ہیں یہ بات سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں اس فکر میں بیٹھا ہی تھا، کہ امیر کا قاصد بلانے آ گیا، میں حاضر خدمت ہوا۔ امیر نے کہا کہ آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آئیں گے۔ ان کے لئے دروازہ کھول دینا اوران کے کام میں مداخلت مت کرنا، بہت اچھا جناب کہہ کر میں واپس آ گیا۔ مگر سارا دن حجرہ مقدسہ کے پاس بیٹھے روتے گذر گیا، لمحہ بھر کے لیے بھی میرے آنسو نہ تھمتے تھے، کسی کو کیا خبر کہ مجھ پر کیا گذری۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے بھی دروازے بند کر دیئے۔ کچھ دیر بعد باب السلام جو امیر مدینہ کا گھر تھا اُس کی طرف سے وہ لوگ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے حسب الحکم دروازہ کھول دیا۔ اور وہ

اندر آنا شروع ہوئے ان کی تعداد 40 چالیس تھی وہ لوگ پھاڑوے، کدال، ٹوکریاں، کھودنے والے دیگر آلات اور شمع ساتھ لائے تھے۔ میں سخت حیران اور پریشان ہو کر ایک طرف بیٹھا رونے اور سوچنے لگا۔ خداوند! تو قیامت برپا کر دے، تاکہ یہ بدطینت اپنے ناپاک عزائم سے باز رہیں۔ وہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہو کر حجرہ مقدسہ کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ لیکن ربِّ ذوالجلال کی قدرت پہ قربان جاؤں، جس نے اپنے محبوب اور مقبول بندوں کی حفاظت کا ایسا غیبی انتظام فرمایا جسے دیکھ کر عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ وہ ابھی ممبر شریف تک پہنچنے ہی نہ پائے تھے کہ ساز و سامان سمیت زمین میں دھنس گئے (فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ اور فرمایا فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً) یہ واقع سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی توسیع کے پہلے مغربی ستون کے قریب پیش آیا تھا۔ امیر مدینہ ان کی واپسی کا منتظر رہا۔ لیکن زیادہ دیر گذر جانے پر اس نے مجھے طلب کیا، میں حاضر خدمت ہوا تو امیر نے پوچھا کیا وہ لوگ نہیں آئے۔ میں نے کہا آئے تھے، امیر نے کہا پھر کیا ہوا؟ میں نے جو ماجرا دیکھا تھا لفظ بالفظ کہہ سنایا۔ لیکن امیر کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ انہیں زمین نگل گئی ہوگی۔ امیر نے درشت لہجے میں کہا، ہوش سے بات کرو میں نے کہا کہ آپ تشریف لے چلیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، ابھی دھنسنے کے آثار اور کچھ کپڑے وغیرہ نظر آرہے ہیں، امیر نے مجھے سخت تنبیہ کی کہ اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کرنا ورنہ تمھاری گردن اُڑا دی جائے گی۔ (کامل تاریخ المدینۃ المنورہ، وفاء الوفاء)

آدابِ زیارت مدینہ

حضرت سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام پیش کرتے ہیں آپ کو ان کا علم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں مجھے علم ہوتا ہے اور میں ہر ایک کے سلام کا جواب دیتا ہوں (الاتحاف)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مناسک میں دو شعر لکھے:

اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ۔ عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْکَرَمِ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سفارشی ہیں کہ جن کی سفارش کے ہم اُمیدوار ہیں جس وقت پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَانَ لَاَنْسَاھُمَا اَبَدًا مِنِّیَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَاجَرَالْقَلَمِ

ترجمہ: آپ کے تو دو ساتھیوں کو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔ میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے (یعنی قیامت تک)۔

شیخ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فتح القدیر میں لکھا کہ اس عبد ضعیف کے نزدیک نیت کو خالص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے خاص کرنا چاہیے کہ اس میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِکرام کی زیادتی بھی

ہے اوراس حدیث پر عمل بھی ہے کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور کام نہ ہو۔ ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ فرائض اور ضرویاتِ معاش سے جتناوقت بچے وہ سب درود شریف پڑھنے میں خرچ کرے۔ جتنی توجہ تام ہوگی اُتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔

پہلے زمانہ میں گھوڑے اوراونٹوں کی سواریاں ہوتی تھیں لوگ بئرعلی سے پیدل چلنے لگتے تھے جو 6 میل سے زیادہ کا راستہ ہے۔ اُمراءاور بادشاہ کہتے تھے کہ حق یہ ہے کہ پاؤں کی بجائے ہم سر کے بل چلتے۔ اور جب مدینہ طیبہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں تو یہ دعا پڑھو۔ اَے اللہ! یہ تیرے محبوب نبی کا حرم آ گیا ہے تو اسے میرے لئے آگ سے بچنے کا اور عذاب سے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنادے۔

اور جب روضہء رسول نظر آئے تو اُس کی عظمت وہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُلُوّ شان کا استحضار کرے اور یہ سوچ کہ اس روضہء اَنور میں وہ ذاتِ اَقدس موجود جو ساری مخلوقات سے اَفضل ہے۔ انبیاء کے سردار ہیں فرشتوں سے اَفضل ہیں قبرِ اَنور کی جگہ سب جگہوں سے بہتر اور اَفضل ہے جو حصہ زمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے لگا ہوا ہے وہ کعبہ شریف سے بھی اَفضل۔ عرش سے بھی اَفضل کرسی سے بھی افضل حتّٰی کہ زمین وآسمان کی ہر جگہ سے اَفضل (لباب)

2 رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بعد قبرِ اَنور کی طرف چلے اس حال

میں کہ دل کوتمام کدورتوں اورآلائشوں سے پاک رکھے۔ ہمہ تن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس کی طرف پوری توجہ کرے۔علماء نے لکھا ہے کہ جس قلب میں دنیا کی گندگیاں،لہوولعب اورخواہشیں بھری ہوں ایسے دل پر برکات کا کچھ اَثر نہیں ہوتا۔

حضرت ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھا اور اِن سے حضرت قُدِّس سِرّہٗ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ کی دعا کرے اورشفاعت چاہے۔اور یہ الفاظ کہے۔یَارَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اورآپ کے وسیلے سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہو۔

یہ جانتے اور مانتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں اورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کومیرے بارے میں اورمیری آمد کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ آپ میرے پیش کئے ہوئے درود وسلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرگوشی کے انداز میں پیش کئے جانے والے صلوٰۃ وسلام کواُس کی بےآوازی کے باوصف بتمام وکمال سماعت فرمالیتے ہیں اس

لئے زور سے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ بے اَدبی ہے اور بیک وقت پیش کئے جانے والے ہزارہا زائرین کے صلوٰۃ وسلام کو اس طرح سماعت فرما لیتے ہیں کہ ہر شخص انفرادی توجہ میں کوئی کمی محسوس نہیں کرتا۔

فقہائے اُمّت نے ارشاد فرمایا کہ مواجہ شریف کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ تواضع، خضوع، خشوع، ذلت، انکساری، خشیت، وقار، ہیبت اور محتاجگی اپنے اوپر طاری کریں نظریں جھکی ہوئی ہوں۔ اعضا سمیٹے ہوئے دل یکسو ہو۔ ہاتھ باندھے ہوئے، چہرہ روئے انور کے سامنے ہو۔ پشت قبلہ کی طرف ہو۔ اور مواجہ شریف بڑے سوراخ کے سامنے آئے اور تقریباً 4 گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر درود وسلام پیشِ خدمت کریں اور کوشش کریں کہ سلام مختصر ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مشہور ومعروف فقیہ، محدث اور حنفی عالم گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قبر اطہر کی زیارت اہم ترین نیکیوں اور افضل ترین عبادات میں سے ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے۔ اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے بلکہ بعض علماء نے واجب کہا ہے اُس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو۔ اس کو چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب دُرِّ مُختار میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قبر پُر انوار کی زیارت کو

جانا مندوب کہا گیا ہے۔

علامہ شامی جبیر رملی شافعی نے ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس قول کو نقل کیا ہے اوراس کی تائید کی ہے کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی وَبِعَدَدِ مَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی۔

یقیناً نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جتنے احسانات اُمت پر ہیں اور جو توقعات دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہیں ان کا لحاظ کرتے ہوئے طاقت، اوروسعت ہونے کے باوجود حاضری نصیب نہ ہونا بے حد محرومی ہے۔ اور معمولی عذر سے اس سعادتِ عظمیٰ سے محرومی انتہائی قساوت اور جفا ہے۔ مذاہبِ آئمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرانور کی زیارت کاارادہ مستحب ہے۔

فقہ شافعیہ کے مقتداء امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ: جب حج سے فارغ ہوجائے تو چاہیے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی محبت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور کی زیارت اہم ترین قربات سے اور کامیاب مساعی ہے۔

فقہ مالکیہ میں ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرانور کی زیارت پسندیدہ سنت ہے جو شرعاً مطلوب ومرغوب ہے۔(انوارِ ساطعہ)

اور قاضی عیاض مالکی رحمۃِ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشفاء میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے اور بعض مالکیہ نے واجب

فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کے لئے آئے تو اس نے گویا زندگی میں میری زیارت کی۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (دلیل الطالب)

فقہ حنبلی کے مشہور متن میں حج کے احکام لکھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک اور دو ساتھیوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا مستحب لکھا ہے۔ اسی طرح روض المربع فقہ حنبلی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک اور دو ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔ معلوم ہوا کہ آئمہ اربعہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

(رواۃ البزار، دار القطنی، رواہ ابن خزیمہ، الشرح المناسک)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا یُهِمُّهٗ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا۔ (قال العراقی رواہ الطبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو میری زیارت کے لئے آئے اس کے سوا اس کی کوئی اور نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔

فائدہ۔

کون شخص ایسا ہو گا جس کو محشر کی ہولناکیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو؟ اور کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمادیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمہ ضروری ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مذاہب میں فرماتے ہیں کہ اس کیلئے خصوصی شفاعت مراد ہے۔ رفع درجات کی ہو یا اس ہولناک دن میں، امن کی ہو یا جنت میں، بغیر حساب و کتاب کی ہو۔

دُرمختار میں ہے کہ قبر شریف کے ساتھ مسجد کی بھی نیت کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ۔ (کذا فی شفاء الاسقام وفی شرح اللباب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

کتنی سخت وعید ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احسانات امت پر ہیں ان کے لحاظ سے، مالی استطاعت کے باوجود حاضر نہ ہونا سراسر ظلم و جفا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المواہب الدنیا میں فرماتے ہیں کہ جس نے باوجود وسعت کے زیارت نہ کی اس نے جفا کی۔ مدینۃ المنورہ کے سفر میں درود شریف کی خصوصیت سے کثرت رکھئے اور نہایت توجہ سے پڑھیے جتنی کثرت ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا۔ جب مدینہ منورہ کے درو دیوار پر نظر پڑے تو ذوق وشوق میں غرق ہوجائے اس پاک شہر کی خیر وبرکت حاصل ہونے کی دعا کرے مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخلہ سے پہلے صدقہ وخیرات کرے، جب گنبد خضرٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر پڑے تو عظمت وہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوّ شان کا استحضار کرے اور یہ سوچ کہ اس پاک قبر مبارک میں وہ ذاتِ اقدس آرام فرما ہیں جو ساری کائنات ومخلوقات سے افضل اور تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ قبر شریف کی جگہ تمام جگہوں سے افضل ہے اور جو حصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے حتیٰ کہ زمین وآسمان کی ہر جگہ سے افضل ہے (اللباب)

مسجد میں داخل ہوکر مسجد کے آداب کوملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے دو رکعت تحیّۃ المسجد ادا کرے اور اعتکاف کی بھی نیت کرے کہ اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمتِ جلیلہ عطاء فرمائی۔

وہاں کی زیب وزینت، فانوس، قالین اور قمقموں کو دیکھنے میں محو نہ ہو جائے بلکہ نہایت ادب وقار اور عجز وانکسار سے نگاہیں نیچی رکھ کر دربار گوہر بار محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُرمت کوملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے قبر شریف کی طرف

چلے اس حال میں کہ دل کو سب کدورتوں اور آلائشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف پوری توجہ کرے۔ جب مواجہہ شریف پر حاضر ہو تو چہرہ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر کے دیوار سے تین چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ نگاہیں نیچی رہنی چاہئیں اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں ساکن اور وقار سے رہیں یہ خیال رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوِ شان اور علوِ مرتبت کا استحضار پوری طرح دل میں ہو۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ تواضع انکساری ہو اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایسی شفیع ہے کہ جن کی شفاعت قبول ہوتی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پر حاضری کا ارادہ کیا اور حاضر ہوا وہ مراد کو پہنچا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی وہ قبول ہوئی جو مانگا وہ ملا مشاہدات و تجربات اس بات کی شہادت دیتے ہیں اس لئے جتنا بھی ادب ہو سکے دریغ نہ کریں اور یہ سمجھیں کہ گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہیں اس لئے کہ امت کے حالات کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔ (مدخل الاول)

نہایت ضروری ہے کہ صلوۃ وسلام پیش کرنے میں شور و غوغا نہ ہو مختصر سلام پیش

کرے۔حضرت عبداللہ ابن عمر یہ سلام پیش کرتے پھر حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام عرض کرے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدَنَآ اَبَابَکْرِنِ الصِّدِّیقِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ

بعض فقہاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ستر مرتبہ پڑھتے۔علمائے کرام فرماتے ہیں کہ پورا سلام پیش کرے۔سلام پیش کرنے کے بعد اللہ جل شانہٗ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے۔

فقہ حنابلہ کی مشہور کتاب (المغنی) میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُ اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا وَقَدْ اَتَیْتُکَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذُنُوْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَاَسْئَلُکَ یَا رَبِّ اَنْ تُوْجِبَ لِیَ الْمَغْفِرَۃَ کَمَا اَوْجَبْتَھَا لِمَنْ اَتَاہُ فِیْ حَیَاتِہٖ۔ الخ

اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے اور تیرا ارشاد حق ہے کہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُ اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا

ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں حاضر ہوا یہی الفاظ شرح کبیر میں نقل کئے گئے ہیں۔ خلفائے عباسیہ میں سے خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ دعا مانگتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے چہرہ ہٹانے کا کیا محل ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے والد حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چہرہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت چاہو اللہ جل شانہٗ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے۔ (شرح مواہب الدنیا)

علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مواہب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہئے بہت کثرت سے دعا مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چاہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس ایسی ہے کہ جب ان کے ذریعے سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرماتا ہے۔

ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور حضرت قدس سرہ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ

سلام کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِکَ وَسُنَّتِکَ۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہو۔

ابنِ حجر مکی شافعی نے اپنی شرح میں لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنا سلف الصالحین کا طریقہ رہا ہے۔ انبیاء اور اولیاء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں کی ہیں۔ حضرت حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطا صادر ہوئی تو اُنہوں نے اللہ جلّ شانہٗ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے دعا کی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے دریافت کیا کہ اَے آدم علیہ السلام تم نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے پہچانا ابھی تو میں نے اُن کو پیدا ہی نہیں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ آپ نے جب مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جس نام کو ملایا ہے وہ نام ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ بے شک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ

محبوب ہے۔اور جب اُس کے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا کو معاف کر دیا۔

نسائی اور ترمذی شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ جب ایک نابینا شخص نے اپنی بینائی واپس مانگی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس نابینا شخص کو جو دعا سکھائی اُس میں بھی توسّل یعنی آپ کے طفیل دعا مانگی تو اُس کی بینائی اُسے واپس مل گئی۔ترمذی اور بیہقی نے اسے صحیح بتایا ہے۔اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک دعا کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ (کذافی الاصل) اے اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گزشتہ انبیاء کے طفیل۔

اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کا کہا ہو تو اس کا نام لے کر سلام پیشِ خدمت کریں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں اس کے فوراً بعد شیخین کی خدمت میں بھی سلام عرض کریں۔ پھر اپنے اور اپنے والدین، اہل وعیال، عزیز واقارب، مشائخ، دوستوں اور ملنے والوں کیلئے خوب دعائیں مانگیں۔ یہ خیال رہے جب بھی قبر اطہر کے بالمقابل باہر سے بھی گزرنا ہو تو سلام پیش کر کے گزرے۔اس بات کا خیال رہے کہ سلام پیش کرتے وقت نہ دیواروں کو ہاتھ لگائے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی ہے اور نہ دیواروں کو بوسہ دے کہ یہ امور حجرِ اسود کے ساتھ خاص ہیں نہ دیواروں سے چمٹے اور نہ ہی قبر اطہر کا طواف کرے کہ یہ حرام ہے بلکہ مواجہہ

شریف سے چار گز ہٹ کر سلام پیش کریں۔ نماز میں ایسی جگہ کھڑے ہو کہ قبر اطہر کی طرف پیٹھ نہ ہو۔ مسجد نبوی شریف میں کم از کم ایک ختمِ قرآن ضرور کریں۔ نماز تسبیح روزانہ پڑھیں یا جمعہ کو لازمی پڑھیں روزانہ جنت البقیع میں حاضری دیں شہدائے احد کی زیارت کریں۔ مدینۃ الرسول میں رہتے ہوئے روزے رکھیں۔ سب اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اچھا برتاؤ کریں کیونکہ وہ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہیں خرید وفروخت مدینۃ الرسول سے زیادہ کریں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی خوشحال رہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ جب سید الانس والجان فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت متبرکہ سے فراغت ہو تو پھر واپسی کے ارادہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں الوداعی دو رکعت نفل نماز ادا کریں اس کے بعد الوداعی سلام روتی آنکھوں سے پیش کریں اور یہ عرض کریں کہ یہ آپ کی خدمت میں میری آخری حاضری نہ ہو جب تک زندگی ہو بار بار حاضری کی دعا کریں۔

فضائل مدینۃ المنورہ

جس شہر کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوبِ دوجہاں کے سردار محمد ﷺ کی قیام گاہ تجویز کیا ہو۔اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کے رہنے کے لئے اس شہر کو پسند فرمایا اور اس کے بعد کسی دوسرے شہر کو اس پر کیا فوقیت حاصل ہوسکتی ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ جگہیں جو وحی کے نزول کے ساتھ آباد ہوں۔قرآنِ پاک ان میں نازل ہوتا رہا ہو۔حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام بار بار ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہوں۔ مقرب فرشتے ان پر اُترتے رہے ہوں۔ان کے میدان اللہ پاک کے ذکر اور تسبیح سے گونجتے رہے ہوں اور ان جگہوں کی مٹی حضور ﷺ کے جسمِ اَطہر پر پھیلی ہوئی ہو۔

اللہ کے دین اور اس کے پاک رسول ﷺ کی سنتیں وہاں سے اس قدر کثیر مقدار میں جاری ہوئی ہوں۔ وہاں فضائل اور برکات وخیرات کے مشاہد ہوں۔ وہاں حضور ﷺ کے کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے کے مقامات ہوں تو وہ اس قابل ہیں کہ ان میدانوں کی تعظیم کی جائے ان کی خوشبوؤں کو سونگھا جائے۔ان کے درودیوار کو چوما جائے۔(شفا)

بخاری شریف کی ایک حدیث ہے کہ ہر شہر میں دجال کا گزر ہوگا۔مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس کا داخلہ نہیں ہوسکے گا۔ کیونکہ فرشتے ان

شہروں کی حفاظت کریں گے۔ اُس وقت مدینہ شریف میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے ہر کافر اور منافق لوگ اس شہر سے باہر نکل جائیں گے۔ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جس کے ایمان میں خلوص نہ ہو۔

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ہر شہر تلوار سے فتح ہوا مگر مدینہ طیبہ قرآن سے فتح ہوا۔ (زرقانی) نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قیام مدینۃ المنورہ میں اتنا طویل ہے کہ ہجرت سے لیکر قیامت تک اسی شہر میں قیام ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے جس قدر اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی ہیں اس کا شمار نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اندازہ۔ نیز شریعتِ مطہرہ کی تکمیل اور شریعت کے جتنے ارکان اس شہر میں نازل ہوئے اتنے مکہ مکرمہ میں نازل نہیں ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مٹی سے مجھے پیدا کیا گیا ہے اسی مٹی سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو پیدا فرمایا گیا ہے اور اسی مٹی میں ہم دفن ہوں گے (وفا الوفا)

مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسدِ عنبریں کی تخلیق جس خاک مقدس سے ہوئی بالآخر اُسی کی گود میں راحت گزیں ہوئے۔

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ پاک کی یہ خصوصیت ہے کہ بُرے آدمی کو نکال کر اس طرح باہر پھینک دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی

لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ کسی قسم کی بُرائی کا اِرادہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کو آگ میں پگھلا دیں گے جس طرح شیشہ آگ میں پگھل جاتا ہے یا نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

سیدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ سیدِ عالم وجہِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ منورہ کی خاک میں ہر ایک بیماری سے شفا ہے۔

جب اسلام کا نیر تاباں مدینہ باسکینہ پر سایہ فگن ہوا تو کفر شرک کے گھٹا ٹوپ بادل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹ گئے۔ طاغوتی نظریات کا جنازہ نکل گیا اور کفر کا منحوس عفریت تا اَبد اس شہرِ مقدس سے ہزاروں میل دور بھاگ گیا۔ اَب اسلام کا سدا بہار گلشن قیامت تک چمن زار رہے گا۔ کفر کی نحوست اس کے قریب بھی نہیں آسکتی۔ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شہر میں شیطان اپنی عبادت کرانے سے نا اُمید ہو چکا ہے۔

سیدنا ابی ہند رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہٗ مسجد نبوی شریف کے لئے قندیلیں جلانے کے لئے تیل اور قندیلیں لٹکانے کے لئے زنجیریں ملکِ شام سے لیکر آئے تھے۔ پھر ان قندیلوں کو مسجد نبوی شریف میں آویزاں کر دیا یہ شبِ جمعہ کو روشن کی گئیں جب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو دیکھا کہ

مسجد روشنی سے بقعہ نور بنی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کس کا کارنامہ ہے صحابہ کرام نے بتایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ روشنی تمیم داری نے کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے ارشاد ہوا تم نے مسجد کو منور کیا اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت اور دونوں جہانوں کو منور فرمائے۔ افسوس اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی اِس خوشی میں، میں اُسکا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا۔ یہ سن کر حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ، نے یہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں ایک بیٹی ہے جس کا نام مغیر ہے اگر آپ اُس کا نکاح تمیم داری سے فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہو چنانچہ مغیر کا نکاح تمیم داری رضی اللہ عنہ، سے کر دیا۔

حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبل عِیر اور جبل ثور کے درمیانی حصہ کو میں حرم قرار دیتا ہوں جبل ثور اور جبل اُحد کے قریب ایک چھوٹا سا پہاڑ بتاتے ہیں اور حرم کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جگہ محترم اور حرم کے حکم میں ہے۔ نہ اس جگہ شکار کیا جائے نہ یہاں کا خودرو گھاس کاٹا جائے۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ کے حرم میں یہ چیزیں ناجائز ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک ایمان مدینہ کی طرف ایسا کھینچ کر آتا ہے جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آتا ہے (رواہ البخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی حدیث ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا ارشاد فرمائی کہ، اے اللہ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔ (کذا فی المشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا معمول یہ تھا کہ جب موسم میں کوئی نیا پھل آتا تو پہلا پھل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو لے کر یہ دعا فرماتے۔ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے شہروں میں برکت فرما۔ ہمارے پیمانہ میں برکت فرما۔ ہمارے تول میں برکت فرما۔

اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے۔ تیرے خلیل تھے تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ ہوں اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی میں ویسی ہی دعا مدینہ منورہ کے لیے کرتا ہوں بلکہ اس سے دو حصہ زیادہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو مسلمان میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر یہ حق ہو گیا کہ میں اس کی سفارش کروں۔ (الطبرانی) فائدہ: دنیا میں کون شخص ایسا ہو گا جس کو محشر کے ہولناک منظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو۔ اور کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما دیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمہ ضروری ہے۔

جس ذاتِ بابرکت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستگی کی بدولت دین ملا، اسلام ملا، ایمان ملا، جس کی وجہ سے ہم مرتبہ خیرالامم پر فائز المرام ہوئے اور دِینوی اوراُخروی نعمتوں کے مستحق ٹھہرائے گئے اب اس کی ذات سے یہ بے پروائی اور بے اعتنائی کہ اس کے دربارِ اَقدس میں حاضری گوارہ نہ ہوتواس سے بے وفائی اور بے مروتی کے سوااور کیا کہا جاسکتا ہے۔ ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو شخص بیت اللہ کے حج کیلئے آیامگرمیری زیارت کیلئے نہ آیااس نے میرے ساتھ جفا کی۔(یعنی بے مروتی کی)(شرحِ لباب)

علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب میں لکھا کہ زائرین کو چاہیے کہ بہت کثرت کے ساتھ دعائیں مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شفاعت چاہیں کہ حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسی ہی ہے کہ جب اُن کے ذریعے شفاعت چاہی جائے توحق تعالیٰ شانہٗ قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ ایک شخص اُن کے پاس آیااور یہ کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشادفرمایاہے کہ ابوحازم رضی اللہ عنہ، کو کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے گذرجاتے ہوکھڑے ہوکرسلام بھی نہیں کرتے اس کے بعد سے ابو حازم رضی اللہ عنہ، کا یہ معمول ہوگیا تھا جب بھی گذرتے سلام پیش کرتے

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا کہ جب ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو میں بھی وہاں

موجود تھا میں نے دل میں سوچا کہ حضرت مواجہہ شریف پر حاضری کیسے دیتے ہیں تو انہوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف چہرہ کر کے کھڑے ہوئے اور بے تصنع روتے رہے۔(وفاء)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے امیر المؤمنین مہدی نے وصیت کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا اوّل اللہ جلّ شانہٗ کا خوف اور تقویٰ اختیار کر واس کے بعد اہلِ مدینہ پر مہربانی کرو اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر کے رہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پڑوسی ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد پڑھا کہ مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اور اسی شہر میں میری قبر مبارک ہوگی اور اسی سے میں قیامت کے دن اُٹھایا جاؤں گا۔ اس شہر کے رہنے والے میرے پڑوسی ہیں میری اُمّت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِن کی نگہبانی کریں جو میری وجہ سے اِن کی خبر گیری کرے گا میں اس کے لئے قیامت میں شفیع یا گواہ بنوں گا اور جو میرے پڑوسیوں کے بارے میں میری وصیّت کی رعایت نہ کرے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو طِیْنَۃُ الْخَبَال پلائے۔

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ طِیْنَۃُ الْخَبَال جہنمی لوگوں کا نچوڑ ہے۔ یعنی پسینہ، لہو، پیپ، وغیرہ۔(وفا اول)

روضۃ الرسول کی زیارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہے

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اب اس دنیا میں موجود ہی نہیں ہیں تو اب مدینہ طیبہ جانا اور نہ جانا سب برابر ہے یعنی روضۂ انوار

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی مفاد نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں اس وہمہ کی نفی فرمائی ہے اور روضہ ءانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کو اپنی دنیوی زندگی کے مثل قرار دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے کہ گویا میری زندگی میں میری زیات کی۔(دار قطنی، بزار، فتح القدیر)

جب فصیلِ مدینہ آجائے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے۔
ترجمہ: اے اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم آ گیا ہے اس کو تو میرے لیے آگ سے بچنے کا ذریعہ بنا دے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنا دے۔

اس کے بعد اس پاک شہر کے خیر و برکت حاصل ہونے کی دعا کرے اور اس کے آداب بجالانے کی توفیق کی دعا کرے اور کسی نامناسب حرکت میں مبتلا ہونے سے بچنے کی دعا کرے اور خوب دعائیں کرے۔

جب گنبد خضرا پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوِّ شان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک روضہ مبارک میں وہ ذاتِ اَقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے سردار ہیں فرشتوں سے افضل ہیں اور قبر مبارک کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے اور جو حصہ زمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن سے ملا ہوا ہے۔ وہ کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہے۔عرش سے افضل ہے۔کرسی

سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان سے افضل ہے۔ (لباب)

ابن ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے اور اس سے حضرت قُدِّس سِرُّہٗ نے زُبدہ میں نقل کیا ہے۔ کہ سلام پیش کرنے کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔

نیز نسائی اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ایک نابینا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کیلئے دعا چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو تو میں دعا کروں لیکن تم صبر کرو تو زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی۔

حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو فرمایا کہ پہلے اچھی طرح وضو کرو اور اس کے بعد دو رکعت نمازِ حاجت پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔ ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو رحمت کے نبی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

ترمذی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے بعد اس شخص کی بینائی واپس آ گئی۔

مدینہ ایمان کی کسوٹی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے مدینے کی زمین سے بڑی محبت ہے اور اس محبت کو میں نے اپنے اللہ سے مانگ کر لیا ہے۔ تمھارے ایمان کی کسوٹی اسی محبت کو قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مدینۃ المنورہ ایسی بھٹی کی مانند ہے جو خبیث کو نکال دیتا ہے اور پاکیزہ کو خالص کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہماری مٹی میں بھی اور یہاں کے غبار میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کے لئے شفا رکھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینۃ المنورہ کا غبار جذام کے لئے شفا ہے۔ (الدر الثمینہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہاں کی سات کھجوریں کھا لے وہ اس دن سحر اور جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا اور زہر اس پر اثر نہ کرے گا اور یہ عجوہ کھجور ہے جو جنت سے آئی ہے اس میں شفاء ہی شفاء ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت شیخین کی مبارک قبروں کی ترتیب اور صورت

میں سات روایت کتب واحادیث اور سِیَر میں آئی ہیں۔ ان سب میں دو روایتیں زیادہ مشہور ہیں ان دونوں کی صورت یہاں لکھی جاتی ہے۔ تاکہ حاضرین کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

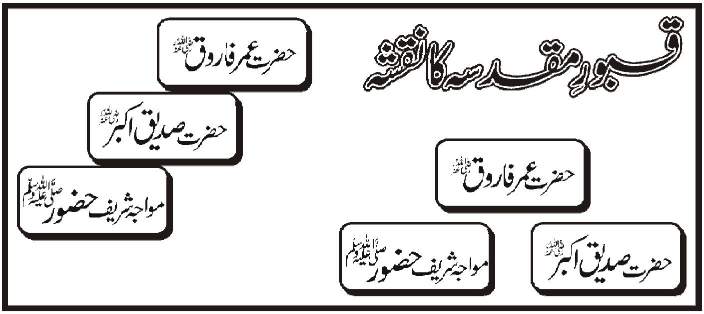

امام غزالی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں جب تیری نظر مدینے پاک شہر پر پڑے تو اس بات کو اپنے ذہن میں رکھ کہ یہ وہ شہرِ مقدس ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کے لئے پسند فرمایا اور اس کی طرف ہجرت تجویز فرمائی اور یہی وہ شہرِ مقدس ہے جس میں اللہ جل شانہٗ نے شریعتِ مطہرہ کے فرائض نازل کئے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنتیں جاری کیں۔ اس شہر میں آکر دشمنوں سے جہاد کیا۔

اسی شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو غلبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک بنی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دووزیروں کی قبریں بنیں اور اسی شہرِ مقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک جابجا پڑے۔ اور یہ سوچتا رہے کہ جس جگہ بھی تیرا قدم پڑا ہے وہاں کسی نہ کسی وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک پڑا ہوگا۔

اس لئے اپنا ہر قدم سکون وقار کے ساتھ رکھے۔ اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک قدم بھی پڑا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کی جو کیفیت احادیث میں آئی ہے اس کو تصور میں لاتے ہوئے چلیں پھریں۔

اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت شانِ جلالت وعظمت ومرتبت کی اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک نام کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک رکھا۔ یہ تمام باتیں اپنے ذہن میں رکھو۔ اور اس سے ڈرتے رہو کہ بے ادبی کی نحوست سے اپنے پہلے نیک عمل بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

جب زیارت سید الانس والجاں فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور زیارتِ مشاہد متبرکہ سے فراغت کے بعد واپسی کا ارادہ ہو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے اور روضہ مبارک میں ہو تو بہتر ہے۔

اس کے بعد قبرِ اطہر پر الوداعی سلام کے لئے حاضر ہو۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنی ضروریات کے لئے دعائیں کرے۔ اور حج وزیارات کے قبول ہونے کی دعائیں کرے اور خیر وعافیت کے ساتھ واپس وطن پہنچنے کی دعا کرے اور یہ دعا کرے کہ میری یہ حاضری آخری نہ ہو پھر دوبارہ اس روضہ اقدس کی حاضری نصیب ہو۔ اور اس کی کوشش کرے کہ رخصت کے وقت کچھ آنسو نکل آئیں کہ یہ قبولیت کی علامت میں سے ہے۔

اگر رونا نہ آئے تب بھی رونے والوں کی سی صورت کے ساتھ حسرت ورنج وغم لئے ہوئے واپس ہو اور چلتے وقت بھی جو صدقہ میسر ہو کرے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بدو آپ ﷺ کی قبرِ اطہر پر حاضر ہوا اور کھڑے ہو کر عرض کیا یا اللہ تو نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تیرے محبوب ﷺ ہیں اور میں تیرا غلام ہوں۔ پس تو اپنے محبوب ﷺ کی قبر پر مجھ غلام کو آگ سے آزادی عطا فرما۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ تم نے اپنے تنہا کے لئے آزادی مانگی حضور ﷺ کے تمام امتیوں کے لئے آزادی کیوں نہ مانگی۔ ہم نے تمہیں آگ سے آزادی عطا کی۔ (مواہب)

حضرت اسمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک بدو آپ ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ﷺ ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن۔ اگر آپ نے میری مغفرت فرمادی۔ تو آپ ﷺ کا دل خوش ہو جائے گا۔ اور آپ کا غلام کامیاب ہو جائے گا اور آپ کا دشمن شیطان ناکام ہو جائے گا اور اگر آپ نے مغفرت نہ فرمائی، تو آپ کے محبوب ﷺ کو رنج ہوگا اور آپ کا دشمن خوش ہو جائے گا اور آپ کا غلام ہلاک ہو جائے گا۔

یا اللہ! عرب کے قدیم وکریم لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا سردار مر جائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے۔ تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی

عطا فرما۔ اَصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے عربی شخص اللہ جل شانہٗ تیرے اس بہترین سوال پر (ان شاء اللہ) تیری ضرور بخشش کرے گا۔ (مواہب)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بلخی جو مشہور صوفیا میں سے ہیں کہتے ہیں کہ 30 برس تک ایک قبہ یعنی عبادت گاہ میں انہوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی۔ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرِ اَطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ہمیں نامُراد واپس نہ کیجیو۔

غیب سے ایک آواز آئی ہم نے تمہیں اپنے محبوب کی زیارت ہی اس لئے کروائی کہ ہم اس کو قبول کریں۔ جاؤ ہم نے تمہاری اور تمہارے ساتھ جتنے بھی حاضرین آئے ہیں سب کی مغفرت کردی۔ (زرقانی علی المواہب) بعض اوقات الفاظ چاہے کتنے ہی مختصر ہوں جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو وہ سیدھے رب العزت کی بارگاہِ اَقدس میں پہنچتے ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا میرے پاس ایک یمن کے رہنے والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایک ہدیہ لایا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرے صاحب سے جو اِن کے ساتھ تھے کہا کہ اپنا قصہ ان کو سناؤ۔

انہوں نے اپنا یہ قصہ سنایا کہ جب میں حج کے ارادے سے صنعا سے

چلاتو بڑا مجمع مجھے باہر تک رخصت کرنے کے واسطے آیااور رخصت کرتے وقت ایک شخص نے ان میں سے مجھ سے کہہ دیا کہ جب تم مدینہ طیبہ حاضر ہوتو حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں میرا بھی سلام عرض کردینا۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوااور اس آدمی کا سلام پہنچانا بھول گیا۔ جب مدینہ طیبہ سے رخصت ہوکر پہلی منزل ذوالحلیفہ پر پہنچا اوراحرام باندھنے لگاتو مجھے اس شخص کا سلام یاد آیا۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے اونٹ کا بھی خیال رکھنا مجھے مدینہ طیبہ واپس جانا پڑ گیا۔ ایک چیز بھول آیا ہوں۔ ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے تم پھر مکہ مکرمہ تک بھی قافلہ نہ پاسکو گے۔

میں نے کہا تم میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔ یہ کہہ کر میں مدینہ طیبہ لوٹ آیااور روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر اُس شخص کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اور حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پہنچایا اس وقت رات ہوچکی تھی میں مسجد سے باہر نکلاتو ایک آدمی ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا میں نے اس سے قافلے کا حال پوچھاتو اس نے کہا وہ روانہ ہوچکا ہے۔

میں مسجد میں لوٹ آیااور یہ پروگرام بنایا کہ جب دوسرا قافلہ مکہ مکرمہ جائے گاتو میں اس کے ساتھ روانہ ہوجاؤں گا۔ میں رات کومسجد میں سو گیا۔ آخر شب میں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

زیارت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہے وہ شخص جس نے سلام پہنچایا ہے۔

حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم ابوالوفا ہو (یعنی وفادار) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری کنیت تو ابوالعباس ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابوالوفا ہو اس کے بعد حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ کی مسجد میں) کھڑا کر دیا۔ میں مکہ مکرمہ میں 8 دن مقیم رہا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ تک پہنچا۔ (روض)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوا اور قبرِ اَطہر پر پہنچ کر گر گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ ﷺ کو پہنچا تھا اور آپ ﷺ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا اس کو ہم نے محفوظ کیا اس چیز میں جو آپ ﷺ پر اللہ جل شانہٗ نے نازل کیا۔ (یعنی قرآن پاک میں یہ وارد ہے) ترجمہ: اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ ﷺ کے پاس آجاتے اور آ کر اللہ جل شانہٗ سے معافی مانگ لیتے اور حضور ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہٗ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ (سورۃ النسآء)

اس کے بعد اُس بدو نے کہا بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور

اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں۔اس پر قبرِ اَطہر سے آواز آئی کہ بے شک تمہاری مغفرت ہوگئی۔ (حاوی،معارف القرآن ج2)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے۔وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔اور جو شخص مدینہ میں قیام کرے۔اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے۔میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور سفارشی ہوں گا۔اور حرم مکتہ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ میں مرجائے تو قیامت کے دن اَمن والوں میں اُٹھے گا۔ (البیہقی،مشکوۃ الاتحاف)

بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے درخواست کی کہ مجھے یہاں پر قیام کی اجازت دے دی جائے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے منظور فرمالیا۔اور انہوں نے وہاں قیام فرمایا،وہیں نکاح کرلیا۔اس کے بعد ایک دن خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ کیا جفا ہے،کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آیا۔؟

یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آنکھ کھلی تو نہایت غمگین،خوف زدہ اور پریشان ہوئے فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خبر سن کر تشریف لائے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ سے اذان دینے کی درخواست کی۔ یہ ان سے مل کر لپٹ گئے صاحب زادوں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اذان کہی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ کی آواز سن کر گھروں سے مرد اور عورتیں بے قرار روتے ہوئے نکل آئے۔ اور ان سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد نے تڑپا دیا۔

محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ روضہء اَطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص اونٹ پر بدوانہ صورت میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کیا یا خیر الرسل (اے رسولوں میں بہترین ذات) اللہ جل شانہ‘ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف میں فرمایا۔ ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آجاتے اور آ کر اللہ جل شانہ‘ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا پاتے۔ (سورۃ النسآء)

اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ اللہ جل شانہ‘ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا طالب ہوں اور اس کے بعد بدو رونے لگا اور یہ شعر پڑھے۔ ترجمہ: اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی

گئیں کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی ۔ ترجمہ: میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے اس میں جود ہے اس میں کرم ہے اس کے بعد اس نے استغفار کی اور چلا گیا۔

العتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری آنکھ لگ گئی ۔ تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہٗ نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔

زیارتِ مدینہ باسکینہ

دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری

اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر خانہ کعبہ کے دیدار سے مشرف ہوکر اور حج کے مقدس فریضہ کو پورا کرنے کے بعد زندگی بھر کی تمنا اور سب سے عظیم الشان سعادت مسجد نبوی شریف اور وہاں پر روضہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے لئے مدینۃ المنورہ کی طرف روانگی مبارک ہے دربار رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی برکتوں اور فضیلتوں کا کیا کہنا۔ اس مقام مقدس پر اگر ہم سر کے بل بھی جائیں تو بھی گناہ گار غلام اپنی محبت کو کم نہیں کرسکتا۔

یہ وہ مقدس گلیاں ہیں جہاں صحابہ کرام مدتوں رہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اور ان گلیوں میں اولیائے کرام نے مدتوں جوتے نہیں پہنے اس لئے کہ مبادا، اس مقام پر کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک نہ لگے ہوں اس زمین کا چپہ چپہ بابرکت ہے۔

باالاتفاق تمام علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت اہم ترین نیکیوں اورافضل ترین عبادات میں سے ہے۔ اور اعلیٰ درجات کو پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پُراُمید وسیلہ ہے۔

بعض علماء نے اس حاضری کوواجب کہاہے۔حج کے بعدمدینۃ المنورہ نہ جانا بہت بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کومدینہ منورہ تک پہنچنے کی وسعت ہواور میری زیارت کو نہ آئے (یعنی حج کر کے چلا جائے)اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قول نقل کیا ہے اور اس کی تائید کی کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے احسانات اُمت پر ہیں اور ایک اُمتی کوجوتوقعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہیں۔ اس کے لحاظ سے وسعت اور طاقت کے بعدبھی حاضری نصیب نہ ہوتو اس سے بڑھ کراور کیامحرومی ہوسکتی ہے۔

آئمہ اربعہ سب اس پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کاارادہ مستحب ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقتدیٰ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں لکھاہے کہ حاجی جب حج سے فارغ ہوجائے تواس کوچاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرمبارک کی زیارت کی نیت سے مدینۃ المنورہ جانے کاارادہ کرے۔

یہ زیارت اہم ترین زیارتوں میں سے ہے۔ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ 485 کلومیٹر ہے۔ راستے بھر میں یہ تصور کر کے چلیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ دھیان اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف ہو۔ اور درود و سلام زبان پر ہو۔

اس سفر کے دوران ذہن کو ایک بار 1400 سال پہلے کی طرف لوٹائیں اور یہ خیال کریں کہ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مکہ میں طلوع ہوا۔ اور اس کی کرنیں مدینۃ المنورہ کے اُفق سے کچھ اس طرح چمکیں کہ کل کائنات اس کے نور سے منور ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جس دعوتِ حق کے علمدار۔ جس امانت الٰہی کے امین اور جس دینِ حنیف کے پیغام بر تھے۔ اس کا ہی تقاضہ تو تھا کہ عرب وعجم، گورے اور کالے، شاہ و گدا غرض یہ کہ دنیا کے ہر فرد و بشر کو حق وصداقت، امن اور محبت۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اور اس کائنات پر حاکمیت ہر پیغام کی لازوال دولت سے مالامال کیا جائے۔

اُس وقت مکہ مکرمہ کی فضا ان صداؤں کو سننے کے لئے سازگار نہ تھی۔ دعوتِ حق کے جواب میں اُس وقت ہر طرف تلواروں کی جھنکار سنائی دیتی تھی۔ حتٰی کہ جب کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مکان کا محاصرہ کرلیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اللہ کے حکم سے حسرت بھری نگاہوں سے مکہ کو الوداع کہا اور اپنے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ اس سفرِ باسعادت کا آغاز فرمایا۔ اور جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے

ہیں کہ اے مکہ تو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے۔ مگر تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔

پھر اُس وقت کو بھی یاد کرو۔ جب شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر مدینۃ المنورہ کی درودیوار تک پہنچی تو وہ اس خوش کُن خبر سے گونج رہے تھے۔

سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اس تاریخی شہر پر سایہ رحمت بن کر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھا گئی۔

شاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مکہ مکرمہ سے بطحا کی طرف رواں دواں ہے۔ مدینۃ المنورہ کے پیروجوان، صغیر وکبیر، عورتیں بچے حتٰی کہ ہر چیز ہمہ تن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں ہیں۔ اُن سب کی آنکھیں فرشِ راہ ہیں بنونجار کی بچیاں خوشی اور فخر اور حرمت وسُرور میں یوں کہہ رہے ہیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

رحمتِ کائنات کی آمد آمد ہے۔ انتظار کی شدت اور چہرہَ انور کے دیدار کا شوق اہلِ مدینہ کو صبح سویرے شہر سے باہر۔ مین راستے پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ مضطرب دل اور بیتاب نگاہیں رحمت اللعالمین کی تشریف آوری کے لئے محوِ انتظار ہیں یہاں تک کہ سورج کی گرمی میں شدت ہو جاتی ہے۔ تو وہ ناکام گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اور یہ اُن کے روز کا معمول بن

چکا تھا۔

ایک دن انصارِ مدینہ کافی انتظار کے بعد واپس اپنے گھروں کو چلے گئے تو ایک یہودی کی نگاہیں اچانک اُس قدسی صفات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے پر پڑتی ہیں اُس سے رہا نہ گیا اور وہ زور زور سے پکار اُٹھا۔ اے مدینے والو! جس کا تمھیں انتظار تھا وہ آ گئے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفیقِ خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ مدینۃ المنورہ کے اُفق پر بدرِ منیر بن کر طلوع ہوئے۔ رنگ و نور کی کہکشائیں بن کر سارے ماحول پر چھا گئے۔ مدینہ شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھتا ہے۔

یہاں کے رہنے والے انصار اپنے جسموں پر ہتھیار سجا سجا کر عاشقوں کی طرح گھروں سے نکل کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کو پہنچتے ہیں۔ آج مدینۃ المنورہ کی فضا رحمتوں، برکتوں سے بھرپور ہے۔ آج ہر قبیلہ دل و جان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثار کرنے کے لیے تیار ہے۔

اور ہر آدمی اس بات کا متمنی اور آرزو مند ہے کہ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبرِ انسانیت رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوں اور یہ عظیم ترین سعادت صرف اسی کے حصہ میں آ جائے، وہاں کا رہنے والا ہر قبیلہ یہ تمنا کر رہا تھا کہ یہ سعادت اس کے قبیلہ کو حاصل ہو جائے ہر قبیلے کا سردار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کرتا ہے کہ میرا گھر حاضر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے آئیں۔ میں دل و جان سے حاضر ہوں۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہیں ٹھہر جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس طرح سب کو دعاؤں اور خیر و برکت سے نوازتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے۔ سواری رواں دواں تھی۔ ہر کوئی اپنے دل میں یہ تمنا واُمنگ رکھتا تھا کہ شاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری اس کے گھر پر ٹھہرے لیکن یہ خدمتِ عُظمٰی کسی اور کی قسمت میں تھی۔ اونٹنی چلتی چلتی اس مقام پر جا بیٹھی جہاں آج مسجد نبوی شریف ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آگے بڑھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ سعادت میری قسمت میں لکھی ہوئی ہے۔ یہاں سب سے قریب تر میرا ہی مکان ہے۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کجاوا اُٹھایا اور اپنے دومنزلہ مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے گئے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تقریباً سات (7) مہینے رہے۔

عمر بھر کی بے قراری اور تڑپ اور کئی سالوں کی تمنا اور آرزو دن رات کے سوز و گداز اور ہر لمحہ کی عقیدت ومحبت کی بے چینی کے بعد مدینۃ المنورہ کی حاضری کو اپنی قسمت وتقدیر کی بلندی۔ حالات کی سازگاری، مقدر کی یاوری اور زندگی میں خوش بختی کا سب سے زیادہ بیش بہا اور مبارک وقت جانیئے کہ آپ اپنے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرورِ کونین کے دربارِ گوہر بار اور درِ اقدس کی حاضری کے لئے اپنے سینے میں آتشِ فُرقت دل میں بے پناہ شوق اور

آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے، ارمانوں کی داستانِ رازونیاز لئے ہوئے جا رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے مدینۃ المنورہ کی زمین کا ہر ہر چپہ۔ راہِ طیبہ کی ہر منزل، دیارِ حبیب کا ہر ذرہ، مسلمانوں کے روشن اور شاندار ماضی، اُولعزم صحابہ کرام کے عظیم الشان کارناموں اور مجاہدانہ زندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اسلام کی زرّیں تاریخ کے کھلے ہوئے باب ہیں۔ ہر ہر قدم پر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک چشمِ بصیرت سے ان کو دیکھتے اور بڑھتے چلے جاؤ۔

اس کی بولتی ہوئی تاریخ کی روحانی آواز کو سمجھو اور اللہ کے برحق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائمی پیغام کو اپنے دلوں کے کانوں سے سنو۔ جس کی گونجیں ان پہاڑوں اور وادیوں سے گزر کر فضائے عالم میں پھیلی اور دنیا کے ہر گوشے میں پہنچی ہوئی ہیں۔ غارِ حرا (جبل نور) سے مسجد نبوی تک اور پھر آسمان سے زمین تک رب العالمین اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہمی تعلق کی گہرائی اور تجلیات کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہ انمٹ نقوش وآثار، یہ عرفانی نشانات، یہ معرفت کے خزینے بکھرے ہوئے ہیں اور ہر طرف رحمت والطاف کی بارشِ کرم ہے۔

اس سے پہلے مدینۃ المنورہ جاتے ہوئے پختہ سڑک نہ تھی۔ آسائش وآرام کے تمام ذرائع جو آج ہیں وہ پہلے نہ تھے۔ چودہ سو سال سے کروڑوں انسان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم بھرتے

ہیں۔طرح طرح کی تکلیفیں مشکلات اور خطرات کوانتہائی صبروتحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے ان راستوں سے گزرے اور صدیوں سے دن رات عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے دنیا کے چاروں کونوں سے آتے جاتے تقریباً 485 کلومیٹر کے اس طویل راستے میں شمعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاکھوں پروانے ان وادیوں ان پہاڑیوں ان لق ودق میدانوں میں مرگئے یا لُوٹ لئے گئے۔وہ اپنے پیاروں سے بچھڑ گئے۔قافلوں سے الگ ہوگئے۔ریت کے ٹیلوں پر پہاڑوں میں راستہ بھول کر کہیں سے کہیں نکل گئے۔اوراسی طرح زمین ان کونگل گئی۔

میرے محترم یہ لاکھوں روحیں آپ کا استقبال کررہی ہیں اوراُمید کررہی ہیں کہ آپ ان کوبھی کچھ پڑھ کر بخش دیں گے۔اوراس راہِ حق کے شہیدوں کو بھی یادرکھیں گے۔اب خدا کاشکر ادا کریں کہ آپ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے مہینوں کا سفر چند گھنٹوں میں بے خوف وخطر آرام واطمینان کے ساتھ کرکے محبوبِ خدا کے سایہ رحمت میں پہنچ جاتے ہیں۔اس نعمتِ رب العالمین پر جتنا بھی شکرادا کریں وہ کم ہے۔

یہ سفر عشق ومحبت کا سفر ہے، یہ شوق واشتیاق کی وادی ہے،ضروری ہے کہ تمام آداب اور مستحبات ملحوظ خاطر رکھیں۔سارے راستے میں درودوسلام کی ڈالیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں۔

اس لئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی

ایک جماعت پیدا کی ہے جو میری زیارت کو آنے والے لوگوں کا تحفہ درود و سلام کو دربار، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں آپ کی زیارت کو آرہا ہے اور آنے سے پہلے اُس نے یہ تحفہ بھیجا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب مدینۃ المنورہ کا زائر قریب پہنچتا ہے تو رحمت کے فرشتے تحفے لے کر اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں۔ اور طرح طرح کی بشارتیں اُس کو سناتے ہیں اور نورانی طبق اس پر نثار کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

مدینۃ المنورہ میں داخل ہوتے وقت اس شہر کی عزت وحرمت کا استحضاء کی نہایت تواضع، خشوع وخضوع کی حالت میں یہ دعا پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الٰہی تو سلامتی والا ہے۔ اور تیری طرف سے سلامتی ہے۔ اور سلامتی تیری ہی طرف لوٹتی ہے۔

پس زندہ رکھ ہمیں۔ اے ہمارے رب سلامتی کے ساتھ داخل فرما ہمیں اپنے گھر میں جو سلامتی والا ہے اور بابرکت اور عالیشان والا ہے۔

اے ہمارے رب عظمت و بزرگی والے پروردگار، داخل فرما مجھے مدینہ میں سچائی کے ساتھ اور نکال دے مجھے مدینہ منورہ سے سچائی کے ساتھ۔ مجھ

کو اپنی جناب سے غلبہ فتح اور نصرت عطا کر۔

کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا تھا اور ہم نے اُتارا قرآن پاک کو جو شفاء اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔ اور ظالم تو خسارے میں ہی رہنے والے ہیں۔ (القرآن)

سامان وغیرہ اپنی قیام گاہ رکھنے کے بعد اچھی طرح غسل کریں تاکہ تھکاوٹ ختم ہو سکے۔ مسواک کریں۔ عمدہ کپڑے پہنیں۔ یہ کپڑے سفید ہوں تو بہت بہتر ہے۔

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفید کپڑا سب کپڑوں سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ پھر خوشبو لگائیں (سینٹ یعنی سپرے وغیرہ ہرگز نہ لگائیں کیونکہ اس میں الکوحل ہوتی ہے اور یہ شراب کی ایک قِسم ہے) اور اس طرح پاک وصاف ہو کر سکون وقار ادب واحترام کے ساتھ نیچی نگاہ کئے ہوئے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب روانہ ہوں یہ خیال رہے کہ یہ وہ بارگاہِ عالی ہے جہاں حضرت جبرائیلِ اَمین علیہ السلام آتے تھے۔ اور دیگر بے شمار فرشتے اس عالی مقام پر باادب حاضر ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہو سکے تو کچھ صدقہ دے دیں۔

سعادت مندی

شیخ قطب الاقطاب حضرت احمد کبر رفاعی 555ھ میں بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر خدمت ہوئے عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گوشِ ولایت نے دلآویز آواز سنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت رفاعی نے اکرام کا یہ عالم دیکھا تو عرض کی!

میں غیر حاضری میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زمین بوسی کے لئے اپنی روح کو نائب بنا کر بھیجا کرتا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی خاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کرسکوں۔ بار الہ آج مجھے حاضر ہونے کی سعادت ملی از روئے لطف وعنایت اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میرے تشنہ لب آبِ کوثر سے سیراب ہوسکیں۔ مرکز انوار وتجلیات سے ایک حسین ہاتھ مبارک ظاہر ہوا مسجد نبوی جس کے حسن و جمال سے جگمگا اٹھی زائرین و حاضرین ہوش کھو بیٹھے۔ حضرت شیخ احمد رفاعی کی خوش قسمتی کی انتہاء کہ آپ کے آگے بڑھے دستِ نبوت کو بوسہ دیا یہ سعادت حاصل کرنے والے پہلے خوش نصیب انسان تھے جنہیں ذوقِ سماع اور لطفِ دیدار کی لاثانی دولت نصیب ہوئی۔

عاشق صادق

حضرت العلام مولانا عبد الرحمٰن جامی فارسی کے بہت بڑے شاعر اور عالم گزرے ہیں پہلی بار حج کے لئے تشریف لے گئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ اک شوق اک تمنا اور اک تڑپ لیے جا رہے تھے گورنر مدینہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی حضرت جامی کا چہرہ دکھاتے ہوئے کہا کہ اس شخص کو میری قبر پر آنے سے روک دیا جائے کیونکہ میرا دیوانہ عشق ومستی کے عالم میں اور جن جذبات کے ساتھ آرہا ہے مجھے قبر سے نکل کر اس کے ساتھ

معانقہ کرنا پڑے گا یہ مناسب نہیں کیونکہ میری قبر نے تو روز محشر کے دن ہی کھلنا ہے۔ چنانچہ حضرت جامی کو منزل بہ منزل روک روک کر درگاہ نبوت تک پہنچایا گیا تا کہ ان کے مچلتے ہوئے جذبات سرد ہو سکیں کہتے ہیں کہ وقت الوداع بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سلام کے لئے حاضر ہوتے باقاعدہ سفر کی اجازت طلب کرتے۔

سیدی مرشدی و مولائ

بہ سلامت روی و باز آئی

اہل کشف کا کہنا تھا کہ آستانہ اقدس سے ارشاد گرامی یوں ہوتا ہے۔

بہ سفر رفت ست مبارک باد

بہ سلامت روی و باز آئی

توجس سفر پر جارہا ہے تجھے مبارک ہے تو سلامتی سے جائے اور آئے۔

جب زندگی میں آخری بار قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری ہوئی حسبِ روایت اجازت طلب کی لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا چنانچہ عاشق صادق سمجھ گئے کہ اب یہ سفر آخری ہے صدمہ برداشت نہ ہوا بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

خاتمِ مساجد الانبیاء

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں خاتم النبین ہوں اور میری یہ مسجد، خاتمِ مسجد الانبیاء ہے پس یہ اس مسجد کا حق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف سفر کیا جائے۔ (اخبار مکہ، فاکہی وازرقی، الدرالثمینہ)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا (متفق علیہ کذا فی المشکوۃ وعند احمد بن یعلیٰ وابن خزیمہ والطبرانی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے۔ مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ اور میری مسجد۔ (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے علما وَصلحاء کی قبروں کی زیارت کے سفر کو جائز بتایا ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر فرمایا کہ اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس حدیثِ مذکورہ میں مسجدوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے ان تین مساجد کے علاوہ اور سب مسجدیں برابر ہیں اِن میں کوئی ایسی ترجیح نہیں جس کی وجہ سے سفر کیا جائے۔ مزار کی برکات اور چیز ہے میں پوچھتا ہوں کہ انبیاء کی قبروں کی زیارت سے منع کیوں کیا جائے؟

اس میں شک نہیں ان مساجد کے علاوہ بہت سے سفر بالاتفاق جائز ہیں بلکہ بعض واجب ہیں۔ جیسے حج کی نیت سے سفر، جہاد کے لئے سفر، طلب علم کے لئے سفر، ہجرت کا سفر، تجارت کے لئے سفر، اس لئے یہ تو بہر حال کہنا ہوگا

کہ اس حدیثِ پاک سے مطلقاً سفر کی ان تین مساجد کے علاوہ ممانعت مقصود نہیں صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین حضرات سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے سفر ثابت ہے۔ متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستقل طور پر شام سے اونٹ پر سوار قاصد کو قبرِ اطہر پر سلام پہنچانے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ (شفاء السقام) اس کے علاوہ بے شمار مستند روایات کتابوں میں موجود ہیں۔

ایک مغالطہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ مسجدالحرام، میری یہ مسجداور مسجداقصیٰ (بیت المقدس) کے علاوہ کسی مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ (متفق علیہ)

بلا شک وشبہ یہی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے لیکن اس میں اس بات کی نفی کہاں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا قصد نہ کیا جائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مسلسل ارشادات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ترغیب پر موجود ہیں۔ عرب وعجم سے آنے والے زائرین کا بعہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، بعہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مابعد کا عمل تواتر سے موجود ہے پھر بھی کیا اس میں شک کی گنجائش ہے کہ ہر دور میں سفر مدینۃ المنورہ کی اصل غرض وغایت ہی زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا زیارت روضئہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی رہی ہے اس لئے اس مغالطہ سے خود کو بچانے کی ضرورت ہے۔

مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے ہوئے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ۔ تھوڑے وقت کے لئے اس کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلیں نَوَیۡتُ سُنَّۃَ الۡاِعۡتِکَافِ۔ یا اللہ میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں جب تک کہ مسجد نبوی شریف میں ہوں۔

یہ وہ مسجد ہے۔ جس کی بنیاد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعمیر مسجد کے لئے پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بنفسِ نفیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں مصروف رہے۔

مسجد نبوی شریف مہبطِ وحی رسالت ہے وہاں مسلسل وحی اِلٰہی کا سلسلہ جاری رہا ہے جبرائیل علیہ السلام بار بار آتے رہے۔ نزولِ ملائکہ کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ ہمہ اوقات تسبیح وتقدیس۔ صلوٰہ وسلام۔ تلاوتِ کلامِ اِلٰہی اور مناسک کی اَدائیگی جاری رہتی ہے۔

بالخصوص جسدِ اَطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے مقصورہ شریف کا خطہ اَرضی ہر مقامِ ارض وسماوات سے افضل ہے۔ یہیں سے اسلام نشر ہوا اور نورِ ہدایت پوری دنیا میں پھیلا۔

مسجد نبوی شریف میں مسلسل نماز اَدا کرنے کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یا قدرتی تاثیر یہ ہے کہ دل سے نفاق کا مرض ختم ہو جاتا ہے اور اس

مہلک بیماری سے انسان کو نجات اور شفاء مل جاتی ہے۔

ارشادِ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جس شخص نے مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں اَدا کیں اور کوئی نماز فوت بھی نہ ہوئی ہو اس کے لئے فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ وہ آگ اور عذاب سے آزاد اور نفاق سے بری ہے (وفاء)

ایک اور موقع پر محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری یہ مسجد موضع صنعا تک بھی پہنچ جائے تو بھی یہ میری مسجد ہی رہے گی۔ نورِ نبوت کے سبب آپ کے علم میں تھا کہ میری اُمّت بڑھتی رہے گی اور زائرین میں اضافہ ہوتا رہے گا اور مسجد کی توسیع ہوتی رہے گی۔

شروع میں قبلہ شمال کی جانب بیت المقدس کی سمت میں تھا۔ جب 2 ہجری میں تحویلِ قبلہ کا حکم آیا تو قبلہ کعبۃ اللہ کی سمت مقرر کر دیا گیا۔ چودہ سو سال پہلے یہ مسجد سادہ مگر پُر وقار عبادت گاہ تھی جس کی تعمیر میں کھجور کے تنے اور پتے استعمال ہوئے تھے جب بارش ہوتی تھی تو چھت ٹپکتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جلیل القدر رفقاء اُس گیلی زمین پر بھی بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔ بعد میں مسجد کے صحن میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھیلا دی گئیں۔ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں آرام فرماتے تو جسدِ اَطہر پر کنکریوں کے نشانات پڑ جاتے تھے۔

10 سال تک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ مسجد اسلام کی تبلیغ و تعلیم کا مرکزِ اولین بن گئی۔ اسی مرکز سے

اسلام کو وہ ترقی اور شان وشوکت حاصل ہوئی ہے جو تاریخِ عالم کا سنہرا باب ہے۔ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں سے نصف النہار پر پہنچا بلکہ دور دراز کے علاقے بھی اس کی شان وشوکت سے منور ہوگئے۔ اللہ اکبر کی صدائیں دور ونزدیک سے بلند ہوتی تھیں اور اسلام کا عَلم ہر جگہ سے لہرانے لگا۔

اس مسجد میں دی جانے والی تعلیمات کی ہی برکت ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں۔ جنہیں قرآن کریم حفظ تھا۔ جو احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عبور کامل رکھتے تھے۔ اور ان شاء اللہ جب تک یہ دنیا قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی، اور یہی وہ اولین ادارہ تھا جس سے کردار وعمل کی تعمیر ایسی ہوئی کہ دنیا وجہاں کے رہنے والوں کو متاثر کیا۔ اور قرآنِ کریم، جو منشورِ اسلام ہے اسکے ماننے والوں نے حق وصداقت کی خاطر اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے کبھی بھی گریز نہیں کیا، یہیں قرآنِ کریم کے عظیم ترین مفسر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنِ کریم کی تعلیم دی۔ فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر مسجد کی از سرِ نو تعمیر فرمائی۔

موجودہ مسجد اگرچہ جزوی طور پر ترکی کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کا بہت بڑا حصہ سعودی عرب کے فرماں روا ملک عبدالعزیز السعود اور ان کے جانشینوں شاہ فیصل۔ شاہ خالد۔ شاہ فہد۔ اور شاہ عبداللہ کی

کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ مسجد نبوی کی سب سے بڑی توسیع 1994ء میں ہوئی۔

اس وقت پانچ لاکھ مسلمان مسجد نبوی میں بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں اور مزید توسیع کا کام جاری ہے۔

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے اپنی ایک ایک حس وحرکت پر کڑی نظر رکھنا ہے تھوڑی دیر کے لئے سوچ لینا چاہیے کہ اس وقت جس مقدس بارگاہِ اَقدس میں حاضری نصیب ہورہی ہے اُن کے مراتبِ عالیہ کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے۔

محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بہترین زمانہ میرا ہے اور پھر وہ لوگ جو اس کے بعد آئیں گے پھر وہ جو اس کے بعد آئیں گے۔ خیرالقرون سے چل کر اب ہم شرالقرون میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئی کے بموجب 72 ناری فرقے ہر طرف اپنی اپنی آوازیں الاپ رہے ہیں۔ کہ اُن کی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے روحِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (محبت رسول) کو نکال لیا جائے۔ ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلمانوں کے تعلق اور نسبت کو کمزور سے کمزور تر کردیا جائے۔ اس وقت شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسی کیسی موشگافیاں اور دریدہ دہنیاں کی جارہی ہیں اور اسی تعلق سے کیسے کیسے فتنے برپا کئے جارہے ہیں یہاں ان کو دھرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اہل ایمان واہل اسلام اپنے ایمان کی فکر کریں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد رکھیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ (الاحزاب33/ 6)

ترجمہ: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مؤمنوں کواُن کی اپنی جانوں سے بھی عزیز تر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔تم میں سے کوئی بھی صاحبِ ایمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں۔ اس کے ماں باپ، آل واولاد اور ہر محبوب رشتے ناطے سے بھی زیادہ عزیز تر نہ ہو جاؤں۔

مسجد میں داخل ہونے کے بعد درود وسلام پڑھتے ہوئے جنت کے ٹکڑے یعنی ریاض الجنۃ میں کوشش کر کے پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہی ارشاد ہے کہ ریاض الجنۃ۔ درحقیقت جنت ہی کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے۔اور قیامت کے دن یہ ریاض الجنۃ کا ٹکڑا جنت میں واپس چلا جائے گا۔

اس ریاض الجنۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مصلی بھی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو کر آپ بہترین ایمان والوں کی اِمامت فرمایا کرتے تھے۔اس جگہ آج ایک خوب صورت محراب بنی ہوئی ہے جو محرابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہلاتی ہے۔اور لوگ یہاں نفل نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھنے کے بعد دعا مانگیں کہ کریم خالق ومالک تیری دی ہوئی توفیق فضل واحسان جود وعطا سے آج میں نبی آخر الزمان

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ یہاں کے ادب واحترام اور خشوع وخضوع کے ساتھ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ بے شک یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جسے تو نے شرف بخشا عزت وبزرگی اور عظمت دی۔ اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور فرما۔

اَے ہمارے پروردگار! جس طرح تو نے ہمیں دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی مقدس یادگاروں کی زیارت نصیب فرمائی اسی طرح اے اللہ ہمیں آخرت میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ کرنا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے جھنڈے کے نیچے ہمیں جمع کرنا آپ کی محبت اور آپ کی سنت پر قائم رکھتے ہوئے ہمیں موت دینا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوضِ کوثر سے جو مؤمنین کے آنے کی جگہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے ہمیں ایسا خوش گوار شربت پلانا جس کو پی کر ہم کبھی بھی پیاسے نہ رہیں۔

بے شک تو ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کے بعد نہایت ادب وتواضع، خشوع وخضوع۔ عجز وانکساری، خشیت اور وقار کے ساتھ مواجہ شریف کی طرف چلیں۔ مسجد کے محراب سے بائیں طرف مڑ جائیں اور مواجہ شریف کے سامنے جا کر تین چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔

اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ یہ وہ مواجہ شریف ہے۔ جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت حاضر ہو کر درود شریف پڑھتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے شام کے وقت حاضر ہو کر سلام پیش کرتے ہیں جن کی

باری دوبارہ قیامت تک نہیں آئے گی۔

آپ اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں اس لئے کہ مواجہ شریف کے سامنے آپ کو بار بار حاضری نصیب رہے گی۔حتّٰی کہ 8 / 9 دن آپ کی صبح وشام وہاں حاضری ہوگی۔ اور ان شاء اللہ اس کے بعد بھی آپ کی دعاؤں کی وجہ سے حاضری ہوتی رہے گی۔

قبلے کی طرف پشت ہو اور بڑے گول دائرے کے بالکل سامنے ہوں۔ باادب کھڑے ہو جائیں تاکہ چہرہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوب سامنے ہوجائے۔نظریں نیچی رکھیں اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے۔ دل ودماغ کی تمام قوتیں یکجا کریں، جسم کی یہ حالت ہو کہ ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں۔

پھر رحمتِ عالم کو اپنی مرقد میں باحیات تصور کر کے درود وسلام پڑھیں یہ خیال کریں کہ چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے۔ اور یوں تصور کرے کہ میں آپ کی زندگی ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوں اور یوں کہیں کہ۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَّثِّرُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

دیر تک درود وسلام پیش کرتے رہیں اور اس کے بعد یہ پڑھیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَشْهَدُاَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللهِ تَعَالٰى۔

سلام پیش کرنے کے بعد حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کریں کہ یارسول اللہ ﷺ گناہوں کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے۔ میں آپ ﷺ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔

یارسول ﷺ اللہ میرے لئے استغفار فرمائیں اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں اگر حضور ﷺ عنایت نہ فرمائیں گے تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ اب دل کی فرمائشیں سب پوری کریں۔ کوئی حسرت باقی نہ رہنے دیں۔ کبھی صرف آنسوؤں کی زبان سے کام لیں۔ کبھی ذوق وشوق کی

زبان میں عرض کریں۔

اس کے بعد جن بزرگوں دوست واحباب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں درود وسلام وشفاعت کی درخواست کی ہو۔ ان کے نام لیکر ان کی طرف سے درخواست پیش کریں۔ پھر دو قدم دائیں ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر سلام پڑھیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَآ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِّيقِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَافِي الْغَارِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآاَوَّلَ الْخُلَفَآءِ وَتَاجَ الْعُلَمَآءِ۔ وَصِهْرَالنَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر اس کے بعد ایک قدم اور دائیں طرف ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر سلام پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاعُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَاطِقًامْ بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَنَفِيَّ الْمِحْرَابِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآاَبَا الْفُقَرَآءِ وَالضُّعَفَآءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاثَانِيَ الْخُلَفَآءِ وَتَاجَ الْعُلَمَآءِ وَصِهْرِالنَّبِيِّ

الْمُصْطَفٰی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

جب آپ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے ریاض الجنۃ کی طرف سے مواجہ شریف کی طرف جائیں تو پہلے ایک سنہرا گول دائرہ آئے گا اس کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش نہ کریں کیونکہ یہ خالی جگہ ہے ایک روایت یہ ہے کہ یہ جگہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ اس سے تھوڑا آگے ایک دوسرا بڑا سنہرا گول دائرہ آئے گا یہ مواجہ شریف ہے۔

اس کے بعد ایک اور چھوٹا گول دائرہ آئے گا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے چہرہ مبارک کے بالکل سامنے ہے۔ اس کے بعد ایک اور گول دائرہ ہے جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا چہرہ مبارک بالکل سامنے ہے۔ یہاں سے ہٹ کر ایسی جگہ کھڑے ہوں جہاں مواجہ شریف کی طرف پیٹھ نہ ہوتی ہو قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگیں۔ لیکن وہاں کے نگران ہاتھ اُٹھا کر دعا نہیں مانگنے دیتے دائیں بائیں جہاں موقع ملے ہاتھ اُٹھائے بغیر دعا مانگ لیں۔

یاد رکھیں کہ مواجہ شریف کی حاضری کے وقت خالق و مالک نے اپنے پاک قرآنِ مجید میں سورۃ النسآء آیت نمبر 63 میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: اور جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ یعنی آپ کے اُمّتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوں۔ پھر وہ اللہ سے معافی چاہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے

والا مہربان پائیں گے۔

جب بھی آپ سلام پیش کریں تو اس آیت کو سامنے رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ مطہرہ میں شفاعت کی درخواست ضرور کریں۔سلام کرنے کے ان اوقات کو یاد رکھیں۔

(1) تہجد کے وقت۔ چونکہ اس وقت ہر آدمی کی کوشش ہوتی ہے کہ میں جنت کے ٹکڑے میں جا کر نفل ادا کروں۔ مواجہ شریف بالکل خالی ہوتا ہے((2 اشراق کے بعد (3) 11 بجے دن (4) عصر کی آذان سے ایک گھنٹہ پہلے (5) مغرب کی اَذان سے ایک گھنٹہ پہلے (6) عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آج کل مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری رات کھلی رہتی ہے۔

اگر کسی وقت خاص مواجہہ شریف پر حاضری کا موقع نہ ملے تو روضہء اَقدس کے کسی بھی طرف کھڑے ہو کر یا مسجدِ نبوی شریف میں کسی جگہ سے بھی صلوٰۃ وسلام پیش کیا جا سکتا ہے۔

جب بھی مسجدِ نبوی شریف کے باہر سے گذریں تو تھوڑی دیر کئے لئے کھڑے ہوں اور صلوٰۃ وسلام پیش کر کے آگے جائیں۔

مسجدِ نبوی شریف میں دنیاوی باتوں سے پرہیز کریں۔اور بلند آواز سے کوئی بات نہ کریں۔ جب تک مسجد نبوی شریف میں رہیں۔ انتہائی اَدب و احترام کے ساتھ بیٹھیں۔

دل میں یہ ہو کہ میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔

اور حتی الامکان باوضو رہیں۔ اگر وضوٹوٹ جائے تو فوراً باہر آ کر نیا وضو بنا کر مسجد میں آ جائیں۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیں۔ اَے اللہ! میں جب تک مسجد میں ہوں اعتکاف کرتا ہوں۔ مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مذکورہ بالا آداب واحترام کے بےشمار روحانی ثمرات وبرکات عطا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے حدودِ ریاض الجنۃ میں داخل ہوکر نماز ادا کریں پھر یوں دعا کریں اے ربِ ذوالجلال! تیرے نبیِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دی ہوئی خبر ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے پس میں تیری جنت میں داخل ہو گیا ہوں جس کی خبر دی گئی ہے جب کہ تیرا وعدہ ہے کہ تو جس کو ایک بار جنت میں داخل فرمائے گا پھر اس کو دوبارہ نکال کر جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا پس میں جس طرح یقین رکھتا ہوں کہ تیری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قول برحق ہے اور یہ جنت کا ٹکڑا ہی ہے اس طرح یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ تو اپنے فضل سے اب مجھے جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا کیونکہ تیرے اس ارشاد: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادُ۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے عدے کے خلاف نہیں کرتا، پر بھی میرا ایمان ہے۔

ریاض الجنۃ کی نشانی یہ ہے کہ جہاں جہاں سفید قالین ہوگا۔ وہ جنت کا ٹکڑا ہوگا۔ جہاں جہان سرخ قالین ہوگا وہ حصہ مسجد کا ہے یعنی ریاض الجنۃ سے باہر ہے۔

یوں تو مسجد نبوی کا چپہ چپہ درخشاں ہے۔ مگر ریاض الجنۃ کا وہ ستون جنہیں سنگِ مرمر کے کام اور سنہری مینا کاری سے نمایاں کر دیا گیا ہے۔ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان ستونوں کو روضہءانور کی مغربی دیوار کے ساتھ سفید رنگ کے ساتھ ممتاز کیا ہوا ہے۔ یہ خاص ستون ہیں ان کے درمیان جنت کا ٹکڑا ہے۔

سات ستون

1- ستونِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے وصال فرما جانے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ ستون کے ساتھ سات فٹ اوپر سنہرے گول دائرے میں لکھا ہوا ہے۔ ھٰذا اِسۡطِوَانَۃُ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

2 - ستونِ ابولبابہ

ایک صحابی ابولبابہ سے ایک قصور ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منع فرما دیا تھا کہ اس سے کوئی بات نہ کرے پھر اس کی بیوی اور بچوں کو بھی منع کر دیا تھا۔ ابولبابہ ہر وقت زار و قطار، رو رو کر اللہ سے معافی مانگتے۔ دنیا ان کے لیے اندھیر ہو گئی تھی۔ بذریعہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابولبابہ کے معافی کی اطلاع دی گئی۔ وہاں اب ایک ستون ہے۔ یہاں نوافل پڑھے جاتے ہیں اور دعائیں مانگی جاتی ہیں اور کثرت سے توبہ استغفار کیا جاتا ہے۔

3- ستونِ وفود

اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے۔ اور ضروری ہدایات ارشاد فرماتے آپ یہاں بھی خوب نوافل پڑھیں اور دعائیں مانگیں۔ یہ قبولیت کی جگہ ہے۔

4- ستونِ سریر

اس جگہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے اور عبادات کی کثرت ہوتی تھی اور رات کو یہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا۔

5- ستونِ حرس

اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ بیٹھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر پہرہ بھی دیا کرتے تھے۔ اس کو ستونِ علی بھی کہتے ہیں۔

6- ستونِ تہجد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس جگہ ہر تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔اس جگہ دین و دنیا اور آخرت کی کامیابی کی دعائیں مانگی جاتی تھیں۔خصوصی طور پر اس جگہ ساری زندگی تہجد کی نماز پابندی کے ساتھ پڑھنے کی دعا مانگیں۔

7- ستونِ حنانہ

یہ جگہ محرابِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔یہیں وہ کھجور کا تنا دفن ہے جو لکڑی کا منبر بن جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق میں بچوں کی طرح رویا تھا۔ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد مبارک گونج اُٹھی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کا رونا بند ہوا۔اور پھر اسی جگہ اس کو دفن کر دیا گیا۔ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے جنت میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔جس پر وہ خوش ہو گیا۔اور رونا بند کر دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے۔(بخاری، مسلم)

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا منبر جنت کے دروازے پر ہے۔ (ابویعلی)

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے منبر کی سیڑھیاں جنت کے مراتب ہیں۔(طبرانی، فی الکبیر)

یہ بھی آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص میرے منبر کے پاس کسی معمولی سی چیز کے لئے بھی جھوٹی قسم کھائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (طبرانی)

یہ تمام ستون ریاض الجنۃ میں موجود ہیں۔ ان کے پاس جا کر دعا و استغفار کریں اور جب بھی موقعہ ملے ان کے پاس سنتیں اور نوافل ادا کریں۔ یہ متبرک مقامات ہیں جہاں نبی کریم ﷺ کی نگاہِ کرم پڑ چکی ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کا کون سا حصہ ایسا ہوگا جہاں مبارک قدم نہ پڑے ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے نمازیں نہ پڑھی ہوں اور نہ صرف مسجد نبوی شریف بلکہ سارے مدینہ شہر کا کون سا حصہ ایسا ہوگا۔ جہاں ان بابرکت ہستیوں کے قدم نہ پڑے ہوں۔

اصحابِ صفہ کا چبوترا

صفہ سائبان یعنی سایہ دار جگہ کو کہا جاتا ہے۔ قدیم مسجد نبوی کے شمال مشرقی کنارے پر مسجد سے ملا ہوا ایک چبوترہ تھا۔ جو اَب مسجد نبوی شریف میں شامل ہے۔

یہ جگہ باب جبرائیل سے اندر داخل ہوتے وقت مقصورہ شریف کے شمال میں موجود ہے 2 فٹ اونچا تانبے کی جالی کے کٹہرے میں گھرا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی اور چوڑائی 40 x 40 مربع فٹ ہے اور اس کے سامنے خدام بیٹھے رہتے ہیں جہاں لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتے ہیں۔

اگر آپ یہاں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنا چاہیں تو مشکل ہی سے جگہ ملے سکے۔ تاہم پوری کوشش کر کے اس جگہ پر ایک قرآن پاک کا ختم ضرور کریں۔

اصحابِ صفہ کا یہ چبوترا دراصل مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی یونیورسٹی تھی جہاں سے اسلام سیکھ کر صحابہ کرام پوری دنیا میں پھیلے اور اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلایا۔ یہاں وہ مسلمان رہتے تھے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا نہ بیوی نہ بچے نہ کوئی اور۔ یہ لوگ اہلِ صفہ کہلاتے تھے۔ اس لئے اس جگہ کو صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یوں تو صحابہ کرام کی زندگی بہت سادہ تھی۔ مگر اصحابِ صفہ کی زندگیوں میں اور بھی فقر و سادگی اور دنیاوی چیزوں سے بے نیازی اور بے تعلقی پائی جاتی تھی۔

یہ لوگ دن رات تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کے حصول کی خاطر فیضانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہونے کیلئے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتے تھے تجارت سے کوئی مطلب تھا نہ زراعت سے کوئی سروکار۔ ان حضرات نے اپنی آنکھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار، کانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات، اور جسم و جان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ یہ لوگ دین کی دولت سے مالا مال تھے مگر دنیاوی زندگی میں افلاس و ناداری کا یہ عالم تھا کہ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے (70) ستّر اصحابِ صفہ کو دیکھا جن کے پاس چادر تک نہ تھی۔ صرف تہبند

تھا یا فقط کمبل۔ چادر کو گلے میں اس طرح باندھ کر لٹکا لیتے کہ وہ پنڈلیوں تک اور بعض کے ٹخنوں تک پہنچ جاتی اور ہاتھ سے اسے پکڑے رکھتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر 63)

اصحابِ صفہ کے چبوترے پر کئی معجزات رونما ہوئے ہیں۔ یہاں پر صرف ایک معجزے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق 70 صحابہ کرام نے پیا پھر بھی ختم نہ ہوا تمام اصحابِ صفہ سیر ہو چکے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پیٹ بھر کر پیئو۔ میں نے پیٹ بھر کر پیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس دودھ کے پیالے کو ختم کیا۔

گنبدِ خضرا

روضہء اَقدس کے اوپر گنبدِ خضرا ہے۔ اس سبز گنبد سے نور پھوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے جو اطراف واکناف کو روشن کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مینار نور ہے۔ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں ان کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ گنبد خضرا کو ایک نظر دیکھ لیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس گنبد خضرا کو بار بار دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چاہنے والے اپنی خوابوں میں دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہء اَقدس

اور گنبد خضرا کا دیدار نصیب فرما دے۔ اور جب وہ خوش قسمتی سے پہنچ جاتے ہیں تو ان کے دل مسرت سے معمور ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر گھنٹوں تک گنبد خضرا کو تکتے رہتے ہیں اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور روح کو تسکین پہنچاتے ہیں۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا اس کی نیت کچھ نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔ (دار قطنی شرح شفاء)

دنیا میں کون ایسا شخص ہوگا جس کو قیامت کے ہولناک منظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کی ضرورت نہ ہو؟ اور کتنا ہی خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے اس کے لئے قیامت کے دن میں گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ اور جو حرمِ مکہ یا حرمِ مدینہ میں مر جائے وہ قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھایا جائے گا۔ (مشکوۃ، البیہقی)

متعدد روایات میں آیا ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کو میرا پڑوسی ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ محض اسی ارادہ سے آیا ہو۔ یہ نہ ہو کہ سفر تو کسی دنیاوی غرض سے ہو اور راستے میں چلتے ہوئے زیارت بھی کر لی۔

اِبن عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (شرح شفاء۔ شرح اللباب)

کتنی سخت وعید ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جو احسانات اُمت پر ہیں ان کے لحاظ سے مالی وسعت صحت وتندرستی کے باوجود حاضر نہ ہونا سراسر ظلم وجفا ہے۔ (مواھب الدنیہ)

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینۃ المنورہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں میرا گھر ہے اور اس میں میری قبر ہوگی۔ اور مسلمانوں پر حق ہے کہ اس کی زیارت کریں۔ (ابوداؤد)

یقیناً ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس پاک جگہ کی زیارت کرے۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جن کو وہاں کا قیام نصیب ہے کہ ہر وقت یہ سعادت ان کو میسر رہتی ہے۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں آکر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے۔ (یعنی کوئی دنیاوی غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور قیامت کے دن میں اس کا سفارشی ہوں گا۔ (شرح شفاء البیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے پھر زیارت کی نیت کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو مقبول حج کا ثواب یعنی اس کے حج کا ثواب دگنا ہو جاتا ہے۔ (کنز فی الاتحاف)

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اس کے بعد 70 مرتبہ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ۔ کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور تیری حاجت پوری کرتا ہے۔ (رواہ البیہقی ،الشفاء)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّد کی جگہ یا رسول اللہ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت ہے۔

لیکن اگر یہی لفظ روایت میں منقول ہیں تو منقول کی رعایت کی وجہ سے ممانعت نہ رہے گی۔ مجھ ناچیز کے خیال میں روضہ اقدس پر طوطے کی طرح رٹے ہوئے الفاظ کی بجائے نہایت خشوع وخضوع سکون وقار سے ستّر مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ ہر حاضری کے وقت پڑھ

لیا کریں۔

علامہ زرقانی شرح مواھب میں لکھتے ہیں کہ سترّ مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس عدد کو اللہ کے ہاں قبولیت ہے۔ قرآنِ پاک میں منافقین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ارشاد ہوا کہ اگر ان منافقوں کے لئے سترّ مرتبہ استغفار بھی کریں پھر بھی ان کی مغفرت نہ ہوگی۔

جنت البقیع

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تو فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَ ھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔

اے ایمان والو! تم پر سلام ہو! اِن شاء اللہ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع الغرقد والوں کو معاف فرمادے۔

قیامت کے دن جنت البقیع میں سے ستر ہزار افراد ایسے اُٹھیں گے جو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ستر ہزار چودھویں کے چاند جیسی نورانی صورتیں جنت البقیع سے اُٹھیں گیں۔ (خصائص الکبریٰ)

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت البقیع پر فرشتے مامور کئے گئے ہیں جب یہ قبرستان مرنے والوں سے بھر جاتا ہے تو فرشتے اس کے کناروں سے پکڑ کر جنت میں اُلٹا دیتے ہیں۔

یہ مدینۃ المنورہ کا قدیم قبرستان ہے۔حضور نبی کریم ﷺ اکثر یہاں تشریف لایا کرتے تھے اور اہلِ بقیع کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعائیں فرماتے۔ازواجِ مطہرات کے مزارات کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار بھی یہاں ہے۔اس کے علاوہ بے شمار صحابہ وصحابیات، اولیاء کرام اور حجاج کرام کے مزارات یہاں موجود ہیں۔ یہ قبرستان روزانہ بعد نماز نمازِ فجر اور بعد نمازِ عصر ایک ایک گھنٹہ کے لئے عام زیارت کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت البقیع سے چمکتے چہرے اور چمکتے ہاتھ پاؤں والے ستر ہزار نفوسِ قدسیہ اُٹھیں گے اور بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت البقیع میں دفن ہونے والے مسلمانوں کے لئے حضور رحمت عالم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو حرمین شریفین میں مرے گا اور وہاں ہی دفن ہوگا وہ قیامت کے دن اَمن والوں میں اُٹھایا جائے گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہیں جن کی روشنی آسمان پر ایسی نظر آتی ہے جیسے زمین والوں کے لئے آفتاب کی روشنی۔ ایک جنت البقیع۔ اور دوسرا مقبرہ عسقلان ہے۔ جنت البقیع کا کل رقبہ ایک لاکھ چوہتر ہزار نوسو باسٹھ میٹر ہے اس میں ہزاروں صحابہ کرام وصحابیات تابعین۔غوث

قطب اَبدال علماء فقہا محدثین اولیائے اُمّت اورحجاجِ کرام زائرین کرام آرام فرما رہے ہیں۔ ہر زائر کو صبح شام سلام پیش کرنے کے لئے جنت البقیع میں ضرور حاضر ہونا چاہیے۔

ورودِ قبا

8 ربیع اول 13 سن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مطابق 20 ستمبر 622ء بروز پیر دوپہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبا کی بستی میں داخل ہوئے یہ محض حسنِ اتفاق ہی نہیں بلکہ مشیتِ الٰہی کی اندازہ فرمائی تھی جو قابلِ غور ہے۔

☆ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن منصب نبوت سونپا گیا۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن سفرِ ہجرت پر مکہ مکرمہ سے نکلے۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن قبا میں ورود فرما ہوئے۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن قبا میں نبوت کا 13 واں سال مکمل ہوا۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔(وہ بھی پیر کا دن)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیر کا دن بہت زیادہ پسند تھا اور اسی لئے اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دن روزہ دار ہوتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ہر ہفتہ کے دن پیدل یا سوار ہوکر مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور اس میں دو (2) رکعت نفل نماز ادا فرماتے۔(بخاری، مسلم)

مسجد قبا

ابو امامہ سہیل بن حنیف سے مروی ہے کہ تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ وَجَآءَ مَسْجِدٌ قُبَا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ عُمْرَۃٌ۔(اخبار مدینۃ الرسول)

جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز ادا کی اس کو مقبول عمرے کے برابر ثواب ملے گا۔

اُس وقت جب کہ مکہ معظّمہ میں دعوتِ حق کے جواب میں ہر طرف سے تلواروں کی جھنکار سُنائی دے رہی تھی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دارُ الامان یعنی مدینہ منورہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔ اور رسالت کا آفتابِ عالمتاب جو مکہ مکرمہ کے اُفق پر طلوع ہو چکا تھا۔ اب نورِ نبوت سے دنیا کو بُقعہ نور بنانے کا عزمِ صمیم لے کر تاریخِ عالم میں ایک زبردست انقلاب کا آغاز مدینہ منورہ سے فرمانا ہے۔ ہجرت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رفاقت میں جبلِ ثور کی چوٹی پر تین دن تک غارِ ثور کو رونق بخشی۔ اور پھر رواں دواں، کشاں کشاں، منزل بہ منزل پر سُوئے مدینہ گامزن ہوئے۔

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جو آبادی ہے، اسے قبا کہا جاتا ہے۔ یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ ان میں عمرو بن عوف کا خاندان بھی تھا۔ اس خاندان کے سربراہ کلثوم بن الہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں چار دن قیام فرمایا۔ یہ شرف اسی خاندان کے مقدر میں لکھا تھا۔(بعض روایات میں اٹھارہ اور پندرہ دن کا بھی ذکر ہے)

قیام قبا کے درمیان، تاریخِ اسلام کے زرّیں باب کو تعمیر مسجد جیسے مقدس شاہکار سے شروع کیا گیا۔حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ایک اُفادہ زمین جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں،اسی مبارک قطعۂ زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ حق پرست سے مسجدِ قبا کی بنیاد رکھی۔مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ ساتھ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مصروفِ کار رہے۔

بھاری اور وزنی پتھر اٹھاتے۔عقیدت مند آتے اور عرض کرتے" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ دیں،ہم اٹھائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے چھوڑ دیتے مگر پھر اسی وزن کا پتھر اٹھا لیتے۔اسلام کی تاریخ میں یہی مسجد سب سے پہلے تعمیر ہوئی جس کی شان میں قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی،وہی اس کے لئے موزوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں (عبادت کے لئے) اللہ کے سامنے کھڑے ہوں۔اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے پسند ہیں۔ (سورۃ توبہ 108)

مدینہ منورہ میں منافقین کا گروہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں

شریک رہتا تھا۔ ایک دفعہ ان منافقوں کے درمیان یہ طے پایا گیا کہ مدینہ منورمیں ہم اپنی ایک الگ مسجد بنالیں، تاکہ عام مسلمانوں سے بچ کر وہ اسلام کی آڑ میں مسلمان بن کر مسلمانوں کے خلاف کام کریں،ان کیلئے علیحدہ جتھہ بندی اس طرح کی جاسکے کہ اس مذہب پر پردہ بھی پڑا رہے اور آسانی سے اس پر کوئی شک شبہ بھی نہ کر سکے۔ وہاں نہ صرف یہ کہ منافقین منظم ہوں اور آئندہ کارروائیوں کیلئے مشورے کرسکیں بلکہ جومخبر خبریں اور ہدایات لے کرآئیں وہ بھی غیر مشتبہ فقیروں اور مسافروں کی حیثیت سے اس مسجد میں ٹھہر سکیں۔ یہ تھی وہ ناپاک سازش جس کے تحت مسجد ضرار تیار کی گئی تھی۔

مدینہ منورہ میں اس وقت دو مسجدیں تھیں۔ ایک مسجدِ قبا جوشہر کے مضافات میں تھی، دوسری مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوشہر کے اندر تھی۔ ان دونوں مسجدوں کی موجودگی میں ایک تیسری مسجد بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی، بلکہ اس کے برعکس ایک نئی مسجد بننے کے معنی یہ تھے کہ مسلمانوں میں خواہ مخواہ تفریق رونما ہو۔ یہ لوگ مجبور ہوئے کہ اپنی مسجد بنانے سے پہلے اس کی ضرورت ثابت کریں۔

چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس تعمیرِ نو کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ بارش اور جاڑے کی راتوں میں عام لوگوں کو خصوصًا ضعیفوں اور معذروں کو جو اِن دونوں مسجدوں سے دور رہتے ہیں۔ پانچوں وقت حاضری دینی مشکل ہوتی ہے۔

لہٰذا ہم محض نمازیوں کی سہولت کے لئے یہ ایک نئی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ ان ارادوں کے ساتھ جب مسجد ضرار بن کر تیار ہوئی تو یہ شر پسند، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ایک مرتبہ خود نماز پڑھا کر ہماری مسجد کا افتتاح فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت میں جنگ کی تیاری میں مصروف ہوں اور ایک بڑی مہم درپیش ہے۔ اس مہم سے واپس آ کر دیکھوں گا۔

اس کے بعد حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر موجودگی میں یہ لوگ اپنی شازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہاں طے کر لیا تھا کہ اُدھر رومیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قلع قمع ہو، اِدھر یہ فوراً ہی عبداللہ بن ابی کے سر پر تاجِ شاہی رکھ دیں۔ لیکن تبوک میں جو معاملہ پیش آیا اس نے ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ واپسی پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قریب ذی اَوَان کے مقام پر پہنچے تو یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں۔

ترجمہ: کچھ اور لوگ ہیں، جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کیلئے کہ (دعوتِ حق کو) نقصان پہنچائیں اور (اللہ کی بندگی کرنے کی بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اُس شخص کیلئے مکین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف برسرِ پیکار ہو چکا ہو۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ

بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا، مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں، آپ ﷺ ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا، جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی، وہی اس کیلئے زیادہ موزوں ہے کہ آپ ﷺ اس میں (عبادت کیلئے) کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔ (سورۃ توبہ 108) وحی آنے کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو بھیج کر مسجد ضرار کو بنیادوں سمیت گرا دیا۔

مسجد اجابہ

حضور سرورِ عالم ﷺ ایک دن عالیہ کی طرف سے تشریف لائے اس جگہ پر دو رکعت نماز ادا فرمائی ہم نے آپ ﷺ کی اقتداء کی آپ ﷺ نے طویل سجدہ فرمایا اور اس میں دعا فرمائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے امت کیلئے تین دعائیں مانگیں۔ دو دعائیں قبول کی گئیں اور ایک سے روک دیا۔

1۔ یا اللہ میری امت قحط سالی کے سبب ہلاک نہ ہو،۔۔۔قبول ہوئی۔

2۔ یا اللہ میری امت غرق ہونے سے ہلاک نہ ہو،۔۔۔قبول ہوئی۔

3۔ یا اللہ میری امت آپس میں نہ لڑے، منع فرما دیا گیا۔ یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ جذب القلوب۔ راحت القلوب۔

مسجد قبلتین

یہ مسجد نبوی شریف ﷺ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ مسجد تاریخِ اسلام کے اہم ترین واقعہ کی علامت ہے۔ ابتدا میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب تک مکہ معظّمہ میں تشریف فرما رہے۔ یہی دستور رہا۔ مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں بھی بیت المقدس ہی قبلہ تھا۔ (تقریباً 20 ماہ تک) بیت المقدس مسلمانوں کیلئے اس لئے بھی مقدس تھا کہ یہاں سے حضور نبی کریم ﷺ مِعراج کیلئے تشریف لے گئے تھے۔

لیکن اس تمام عرصے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ دلی تمنا رہی کہ مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کریں۔ حضورِ اکرم ﷺ بار بار اس تمنا میں آسمان کی طرف دیکھتے۔ بلا آخر ایک روز عینِ نماز کی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِالۡحَرَامِ

ترجمہ: یہ آپ ﷺ کا چہرہ والضحیٰ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ لو ہم اُس قبلے کی طرف پھیر دیتے ہیں، جسے آپ ﷺ پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کی طرف رُخ پھیر دیں، اب جہاں کہیں آپ ﷺ ہوں اس (یعنی بیت اللہ شریف) کی

طرف منہ کرکے نماز پڑھا کریں۔(البقرہ144)

یہ حکم رجب یا شعبان سنہ 2 ہجری میں نازل ہوا تھا۔حضورِ اکرم ﷺ بشر بن بَرا ابن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاں بنوسلمہ تشریف لے گئے تھے۔

وہاں ظہر کی نماز کا وقت ہوا۔آپ ﷺ بنوسلمہ کی مسجد میں نماز کی امامت فرما رہے تھے اور دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک وحی کے ذریعہ تحویلِ قبلہ کی آیت نازل ہوئی اور اسی وقت آپ ﷺ کی اقتدا میں جماعت میں شریک تمام لوگوں نے بیت المقدس سے بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کر لئے۔بیت المقدس مدینہ منورہ سے عین شمال میں واقع ہے۔اور بیت اللہ شریف بالکل جنوب میں ہے۔

نماز با جماعت پڑھاتے ہوئے قبلہ تبدیل کرنے کا حکم آتے ہی آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف سے رخ پھیر کر بیت اللہ شریف کی طرف کیا تو مقتدیوں کو بھی صرف رخ ہی نہیں بدلنا پڑا، بلکہ کچھ نہ کچھ انہیں بھی چل کر اپنی صفیں درست کرنی پڑی ہوں گی۔اس طرح سے نماز کی دو رکعتیں بیت المقدس کی جانب اور دو رکعتیں کعبۃ اللہ کی جانب ادا فرمائی گئیں۔اسی لئے اس مسجد کو مسجدِ قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد کہا جاتا ہے۔مسجد کے اندر بیت المقدس کی جانب والی دیوار پر چھت کے ساتھ محراب کا نشان بنا ہوا ہے جس کی طرف چہرہ انور کرکے آپ ﷺ امامت فرما رہے تھے۔

مسجدِ جمعہ

مسجد قبا سے کچھ فاصلے پر مدینہ منورہ کے راستہ قبیلہ بنو سالم آباد تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے موقع پر قبا کی بستی سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تھے تو جمعہ کا روز تھا۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنو سالم بن عوف میں پہنچے ہی تھے کہ جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اسی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔ مدینہ منورہ میں یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلا جمعہ تھا۔ اس جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی تھی۔ اب خوبصورت مسجد بنا دی گئی ہے۔ جو صرف نماز کے وقت کھلتی ہے۔

قبا سے واپسی پر اگر موقع ملے تو مسجدِ جمعہ میں دو رکعت نفل ادا کریں۔ مسجد قبا سے مدینہ منورہ کی طرف واپس آتے ہوئے تقریباً کچھ ہی فاصلے پر دائیں ہاتھ کو ایک سڑک مڑتی ہے۔ مڑنے کے بعد سیدھے ہاتھ سڑک پر یہ سفید مسجد واقع ہے۔

مسجدِ غمامہ

یہ کالے پتھروں والی مسجد ہے۔ یہ مسجد شہر ہی میں حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں عیدین کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس کو مسجدِ مصلیٰ بھی کہتے ہیں اور یہاں سے جہاد کے لئے لشکر روانہ کئے جاتے تھے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں نمازِ استسقاً پڑھائی تھی۔ اور اسی وقت

بادل نمودار ہوئے اور بارش شروع ہوگئی اس لئے یہ مسجد غمامہ (بادل) سے موسوم ہے۔

مسجدِ ابوبکر صدّیق

مسجدِ غمامہ کے قریب شمال میں مسجدِ ابوبکر صدیقؓ ہے۔ ملّاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے وہاں کچھ نمازیں پڑھی تھی۔

مسجدِ عمر فاروقؓ

یہ مسجد بھی مسجدِ غمامہ کے قریب ہی واقع ہے اور بہت زیادہ خوبصورت ہے۔

مسجدِ علیؓ

یہ مسجدِ غمامہ کے قریب ہے۔ یہاں حضرت علیؓ نے نمازِ عید ادا کی تھی۔ یہاں کی ہر مسجد کا ڈیزائن دوسری مسجدوں سے مختلف اور خوبصورت ہے۔

مسجدِ فاطمۃ الزھراءؓ

یہ مسجدِ نبوی شریف صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قریب ہی مغربی سمت واقع ہے۔ اور فاطمۃ الزھراءؓ سے منسوب ہے۔

فضائلِ جبلِ اُحد

مسلم اور بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ہادیِ سُبل۔ ختمِ رُسل، محبوبِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ ھَذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ۔ یعنی

پہاڑ (اُحد) ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں یہ کلمہ مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے کئی مرتبہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث ہیں کہ محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک جب اُحد پہاڑ پر پڑتی تھی تو آپ اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے اور یہ ارشاد فرمایا۔ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَ هٰذَا عِيْرٌ جَبَلٍ يُبْغِضُنَا وَ نَبْغَضُهٗ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ۔ یہ اُحد پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے اور یہ عیر پہاڑ ہے یہ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے اور یہ بھی روایت ہے۔ لِاَنَّ الْمَرْءَ مَعَ اَحَبَّهٗ یعنی انسان قیامت کے دن اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تاجدارِ مدینہ شاہِ حرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب سردارِ انبیاء کے ساتھ جنت میں ہوگا۔

ایک موقع پر وجہِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبلِ اُحد کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اُسْكُنْ يَا اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ اَوْ شَهِيْدٌ یعنی اے اُحد سکون پکڑ تجھ پر ایک نبی ختم المرسلین اور شہید بیٹھے ہیں تو اُحد پہاڑ جو جھوم رہا تھا فوراً رک جاتا ہے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے پتھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے تھے مسجد نبوی شریف میں استوانہ حنانہ کا رونا سب پر واضح ہے۔ ایک

روایت میں ہے کہ اُحد ایک پہاڑ ہے جنت کے پہاڑوں میں سے اَے میرے صحابہ جب کبھی تمہارا گزر اس طرف ہو اس کے درختوں کے پھل ضرور کھایا کرو اور اگر میوے میسر نہ ہو تو اس کا گھاس اور پتے بھی وہی حکم رکھتے ہیں۔

حضرت زینب بنتِ نبطہ زوجہ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو حکم فرمایا کرتی تھیں کہ تم لوگ جا کر اُحد پہاڑ کی زیارت بھی کرو اور میرے لئے وہاں کا گھاس اور پتے بھی توڑ کر لاؤ۔

ایک مرتبہ وجہِ تخلیقِ کائنات محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کے چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔ چار نہریں جنت کی نہروں میں سے ہیں اور چار جنگیں جنت کی جنگوں میں سے ہیں۔ صحابہ کرام دست بستہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ وہ کون سے چار پہاڑ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ایک اُحد پہاڑ ہے۔ جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ دوسرا روحان۔ تیسرا کوہِ طُور۔ چوتھا لُبنان۔ یارسول اللہ! چار نہریں کون سی ہیں۔ فرمایا دریائے نیل۔ دریائے فرات۔ دریائے سیحان۔ دریائے جیحان۔ اور چار جنگیں یہ ہیں اول بدر کی جنگ دوم اُحد کی جنگ سوم جنگِ خندق اور چہارم جنگِ حُنین۔ حضرت موسیٰ حضرت ہارون علیہ السلام جب حج کے لئے مکہ مکرمہ جا رہے تھے تو اُحد پہاڑ پر پڑاؤ کیا اسی اُحد پہاڑ پر حضرت ہارون علیہ السلام وفات پا جاتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ کے اوپر ہی دفن کر دیا۔ آج بھی قبرِ مبارک موجود ہے۔

سردارِ شہدائے اُحد حضرت اَمیرِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بہت ہی پیارے چچا تھے جب جنگِ اُحد ہوتی ہے تو حضرت امیرِ حمزہ حضرت علی اور حضرت سعد بن اَبی وقاص رضوان اللہ علیہم اجمعین لڑتے لڑتے کافروں کے درمیان پہنچ گئے اور خوب خوب قتال کیا صفوں کی صفیں اُلٹ دیں جبیر بن مطعم کے چچا کو بدر کے معرکے میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارا تھا اس لئے انہوں نے اپنے ایک غلام وحشی کو لالچ دیا کہ تم حضرت اَمیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کردو ہم تمہیں آزاد کردیں گے وحشی غلام زبردست نیزہ بازی کا ماہر تھا وہ تاک میں لگا ہوا تھا موقع پاکر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مارا جو دل پر جاکر لگا آپ زخمی ہوکر گرے اور اسی زخم کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ ہندہ جس نے اپنے خاوند کے قتل ہونے پر قسم کھائی تھی کہ میں حضرت اَمیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ نکال کر چباؤں گی۔ اُس نے آپ کے جسم کا مُثلہ کردیا ہندہ نے کلیجہ کو چبا نہ سکی۔ اُس نے حضرت اَمیرِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ چاک کردیا ناک، کان، کاٹ دیئے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب اپنے پیارے چچا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک دیکھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ناک کان کٹے ہوئے ہیں اور پیٹ پھٹا ہوا ہے جگر وغیرہ بھی نہیں ہے تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بہت رنجیدہ ہوئے اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر حاضرِ خدمت ہوئے۔ مَکْتُوْبٌ فِیْ

اَهْلِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَد رَسُوْلِهٖ ۔یعنی ساتوں آسمانوں میں حضرت اَمیرِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُرَسُوْلِهٖ کے خطاب سے نواز دیا گیا ہے۔

سید الشھد اء حضرت اَمیرِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اسی جگہ ہے اول مسجد حمزہ میں دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرے اور نہایت سکون وقار کے ساتھ سلام عرض کرے اور آدابِ زیارت کا پورا پورا لحاظ رکھے۔ اَمیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں اُن پر بھی سلام عرض کریں اور پھر باقی شہدائے اُحد پر سلام پڑھے۔مشہور یہ ہے کہ یہاں ستر شہدائے کرام آرام فرما رہے ہیں۔

سید الشھد اء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوں تو پڑھیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاعَمَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاعَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاعَمَّ الْمُصْطَفٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَالشُّهَدَآءِ وَيَا اَسَدَ اللّٰهِ وَاَسَدَ رَسُوْلِهٖ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَاعَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُصْعَبَ ابْنِ عُمَيْرٍ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

یَاشُھَدَآءَ اُحُدٍ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَّرَحْمَۃُاللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَاشُھَدَآءَ یَا سُعَدَآءَ یَانُجَبَآءَ یَانُقَبَآءَ یَااَھْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَآءِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَاصَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَاشُھَدَآءَ اُحُدٍ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَّرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مدینہ شریف سے رخصت کی الوداعیہ دعا

آپ مدینہ پاک سے رخصت ہوں تو 2 رکعت نماز مسجد نبوی شریف میں اَدا کریں اور اسکے بعد روضہء اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری دیں الوداعی درود و سلام پیش کریں اپنے لئے اپنے والدین عزیز و اِقارب کے لئے دعائیں مانگیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر آنسو بہائیں۔اور یہ دعا مانگیں۔

دعا کا ترجمہ: (افسوس) رخصت اَے اللہ کے رسول۔ ہائے جدائی اَے اللہ کے نبی الامان اے اللہ کے محبوب۔ نہ بنائے اللہ تعالیٰ اس زیارت کو آخری زیارت اور نہ آپ کی ذات۔ اور نہ آپ کی زیارت سے اور نہ آپ کے سامنے حاضری سے مگر خیر و عافیت اور تندرستی اور سلامتی کے ساتھ اور یہ کہ میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ دوبارہ حاضر ہوں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ مطہرہ میں اور اگر مر گیا تو اَمانت رکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اپنی گواہی اور اپنی امانت اور اپنا عہد و پیماں اس دن سے لیکر قیامت کے دن تک اور وہ گواہی اس بات کی ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو ایک ہے کوئی اُس

کا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب عزت والا۔ اور سلام ہو رسولوں پر۔ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میری قبرِ انور کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور فرمایا محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے زیارت کی میری قبرِ انور کی میرے وصال کے بعد گویا اُس نے میری۔ میری زندگی میں۔

مدینہ طیبہ سے واپسی

اپنا قیام پورا کر کے آخر کار آپ واپس ہوں گے۔ مدینہ طیبہ، مسجد نبوی اور روضہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی فطری طور پر آپ کے لئے رنج و غم کا باعث ہوگی۔ بہر حال رخصتی کا دن آئے تو مسجد نبوی شریف میں حاضری دیجئے۔ ریاض الجنۃ میں دو رکعت نماز ادا کیجئے اور اپنی دنیا اور آخرت کے لئے دوسری دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی کیجئے۔

اے اللہ! تیرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اس مسجد اور ان کے اس شہر اور شہر والوں کے حقوق و آداب کی اَدائیگی میں جو کوتاہیاں مجھ سے ہوئیں ان کو اپنے خاص فضل و کرم سے معاف فرما دیجئے اور میرے حج و زیارت کو قبول فرمائیے۔ اور مجھے یہاں سے محروم واپس نہ فرمائیے اور میری یہ حاضری، آخری حاضری نہ ہو، آئندہ بھی حاضری کی توفیق عطاء فرمائیے۔ اور بروز قیامت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور آپ کا قرب نصیب فرما دیجئے۔

آخری سلام

اس کے بعد روضہء مطہرہ پر آخری سلام کے لئے حاضری دیجئے، پہلے ذکر کردہ طریقے کے مطابق سلام عرض کیجئے اور دعا کیجئے۔

اس کے بعد یہ عزم کیجئے کہ جہاں بھی رہوں گا دین حق کی خدمت و نصرت پر کمر بستہ رہوں گا ور غمگین دل کو تسلی دیجئے کہ اگرچہ میرا جسم مدینہ طیبہ سے دور ہوگا لیکن میری روح ان شاء اللہ کبھی دور نہ ہوگی اور ہزاروں میل دور سے میرا درود و سلام فرشتوں کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا کرے گا۔ اب آداب کی رعایت رکھتے ہوئے سنت کے مطابق مسجد نبوی سے باہر آیئے اور دعاء واستغفار کے ساتھ وطن روانہ ہوجایئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دارالفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

دارا الفلاح ٹرسٹ رجسٹرڈ کے زیرِ انتظام درج ذیل شعبہ جات

شعبہ صحت: فری ڈسپنسری میں 1 کوالیفائڈ ڈاکٹر اور 1 عدد ڈسپنسر کی خدمات حاصل ہیں روزانہ 4 گھنٹہ شام کے وقت مریضوں کو فری اَدویات دی جاتی ہیں۔

سلائی وکڑھائی: ادارہ کے قرب وجوار سے آنے والی غریب بچیوں کو مکمل سلائی وکڑھائی اور کوکنگ کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔

حفظ القرآن: اس شعبہ میں 3 اُساتذہ کرام بچوں کو قرآنِ پاک حفظ کروارہے ہیں اَب تک سینکڑوں طلباء قرآنِ پاک حفظ کر چکے ہیں۔ مسافر طلباء کے لئے کھانا، رہائش، دوائی، جیب خرچ ساتھ ساتھ اَہلِ علاقہ سے آنے والے طلباء مستفید ہورہے ہیں اور اِن شاءاللہ ہوتے رہے گے۔

ناظرہ: اَہلِ محلہ کے بچے صبح وشام ناظرہ قرآنِ پاک کی تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔

تعلیمِ بالغاں: نوجوان اور بزرگ قرآن ناظرہ ،نماز، کلمے، جنازہ ودیگر نماز، روزوں کے اور روزمرّہ مسائل کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

تجویدوقرات: 2 سالہ تجوید وقرات کے اس شعبہ سے اب تک سینکڑوں طلباء فارغ ہوکر ملک طول وعرض میں تجوید کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم میں مصروفِ عمل ہیں۔

شعبہ لائبریری لائبریری میں 15 لاکھ کی دینی کتب کا ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ 20 مختلف ماہنامہ دینی رسائل باقاعدگی سے آتے ہیں جو طلباء و طالبات کی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

درس حدیث و قرآن: اس میں روزانہ نمازِ فجر و دیگر نمازوں کے بعد دینی ضروری مسائل سے نمازیوں کو آگاہی دی جاتی ہے۔ دار الفلاح کے زیرِ انتظام شاہدرہ کی بڑی جامع مسجد بلال ہے یہاں جمعہ کے خطبات میں اتحاد بین المسلمین پر زور دیا جاتا ہے۔

آپ سے دار الفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے ان شعبہ جات میں دَامے دِرمے سُخنے بھرپور ہر قسم کی مدد کی اپیل ہے۔ ہر سال اِدارہ اپنے جمع خرچ کے حساب کا آڈٹ اور رجسٹریشن کرواتا ہے۔

ناظم دار الفلاح ٹرسٹ

قاری محمد کرم دادا عوان

موبائل نمبر: 03334856902

ضروری یادداشت دورانِ سفر حج وعمرہ

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

ضروری یادداشت دورانِ سفرِ حج وعمرہ